عورتیں اور مزارات کی حاضری

جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور

مصنف

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

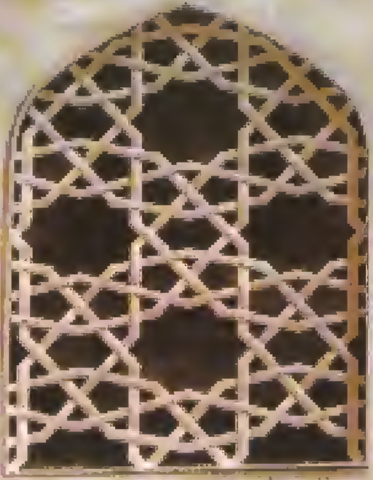

پیش کش

المدینۃ العلمیۃ

ناشر

مکتبۃ المدینہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ط

'المدینة العلمیة۔ ایک تعارف'

بحمدِہٖ تعالیٰ المدینة العلمیة ایک ایسا تحقیقی اور اشاعتی اِدارہ ہے جو علمائے اہلسنّت خصوصاً اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گراں مایہ تصنیفات کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے پیشِ نظر سہل ترین اسلوب میں پیش کرنے کا عزم رکھتا ہے۔ الحمدللہ عزوجل اس انقلابی عزم کی تکمیل اپنے ابتدائی مراحل میں داخل ہوچکی ہے۔

المدینة العلمیة کا منصوبہ بفضلہٖ تعالیٰ وسیع پیمانہ پر مشتمل ہے جس میں علوم مروّجہ کی تقریباً ہر صنف پر تحقیقی و اشاعتی کام شامل منشور ہے یوں وقتاً فوقتاً گراں قدر اسلامی تحقیقی لٹریچر منظرِ عام پر لاکر متعارف کروایا جائے گا اور علوم اسلامیہ کے محققین حضرات کے ذوقِ تحقیق کی تسکین کا بھی وسیع پیمانہ پر سامان کیا جائے گا نیز مرورِ زمانہ کی وجہ سے جن تصنیفات کا لب ولہجہ اور اندازِ تفہیم متاثر ہوچکا ہے ان کو نئے اسلوب و آہنگ اور جدید اندازِ تفہیم سے آراستہ کر کے ایک عام پڑھے لکھے فرد کیلئے قابلِ مطالعہ بنانا بھی المدینة العلمیة کی بنیادی ترجیحات میں شامل ہے۔

امامِ اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے المدینة العلمیة کی مضبوط و مستحکم لائحۂ عمل کا حامل ہے جو اس کے قیام کی اغراض میں سے سب سے اوّلین ترجیح ہے۔ امامِ اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی و تحقیقی تصنیفات بلاشبہ علوم اسلامیہ کا شاہکار ہیں مگر عصرِ حاضر میں نشر و اشاعت کے جو نئے رجحانات متعارف ہوچکے ہیں ان کا تقاضہ ہے کہ علوم اسلامیہ کے ان شہ پاروں کو حواشی و تسہیل کے زیور سے آراستہ کر کے شائع کیا جائے جس سے نہ صرف یہ فائدہ ہوگا کہ ان تصنیفات کی مقبولیت میں اِضافہ ہوگا بلکہ ہر عام و خاص یکساں طور پر ان سے مستفید بھی ہوسکے گا۔

اس کے علاوہ دیگر جدید و قدیم علمائے اہلسنّت علیہم الرحمۃ کی تصنیفات کو مع تراجم، حواشی، تخریج اور شروح کے منظرِ عام پر لایا جارہا ہے۔ جن میں نصابی اور غیر نصابی دونوں طرح کی تصنیفات شامل ہیں، نصابی کتب کے حوالے سے یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ نہ صرف دینی مدارس کی نصابی کتب پر کام ہورہا ہے بلکہ اسکول، کالجز اور جامعات کی نصابی کتب پر بھی کام منشور میں شامل ہے اس قدر وسیع پیمانہ پر تحقیقی کام یقیناً غیر تعاون کے ناممکن العمل ہے لہٰذا اسلامی علوم کے شائقین کے ہر طبقہ سے گزارش ہے کہ تحقیق و اشاعت کے اس میدان میں ہمارے ساتھ علمی و قلمی تعاون کے سلسلے میں رابطہ فرمائیے۔ آیئے مل کر علوم اسلامیہ کے تحقیقی و اشاعتی انقلاب کے لئے صف بہ صف کھڑے ہوجائیں اور اپنی قلمی کاوشوں سے اس کی بنیادوں کو مضبوط کریں۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کیلئے

Email : ilmia26@hotmail.com

P.O. BOX. : 18752

ابتدائیہ

زیرِ نظر کتاب **عورتیں اور مزارات کی حاضری** عورتوں کے زیارت قبور کیلئے نکلنے سے متعلق ہے۔ اس مسئلہ میں علماء کرام میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک خواتین کا زیارت قبور کیلئے نکلنا جائز نہیں اور بعض کا موقف جواز میں ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک سائل نے (جو کہ جواز کے قائل تھے) اس بارے میں استفسار کیا۔ جواباً اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے عدم جواز کا فتویٰ جاری فرمایا۔ مستفتی نے دوبارہ استفتاء ارسال کیا جس میں انہوں نے عورتوں کے زیارت قبور کو جانے کے جواز میں دلائل پیش کیا اور یہ ثابت کیے اک اس بارے میں مطلقاً جائز کا فتویٰ نہ دیا جائے گا، بلکہ فاسقات اور بے پردہ عورتوں کیلئے عدم جواز کا حکم ہو اور پردہ نشین نیک بخت عورتوں کو اجازت دی جائے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، باوجود سخت علالت کے، اس باب میں ایک مستقل رسالہ **جمل النور فی نھی النساء عن زیارۃ القبور** تحریر فرمایا اور مؤقف پر دلائل کے انبار لگادیئے اور وہ تحقیقِ انیق پیش کی، جو اس جامعیت کے ساتھ، اس سے پہلے دستیاب نہ تھی۔ اللہ عزوجل فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

الحمدللہ عزوجل **المدینۃ العلمیۃ** یہ رسالہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اس رسالہ کو مرتب کرنے کیلئے فاضل علماء کرام کی خدمات حاصل کی گئیں اور ان کے کام کا منہج درج ذیل ہے۔

(۱) عربی عبارات کی تصحیح اور ان کا ترجمہ۔

(۲) عربی عبارات کی، ماخذ کے ساتھ تطبیق و تخریج۔

(۳) قرآنی آیات (بلا مترجم) کا امام اہلسنّت، مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن کے شہرہ آفاق ترجمۂ قرآن **کنزُ الایمان** سے ترجمہ۔

(٤) احادیث مبارکہ کی مکمل تخریج رقم الاحادیث، صفحہ نمبر اور مطبوعہ کے ساتھ۔

(٥) ادق اور مشکل مقامات کی حاشیہ میں تسہیل۔

(٦) مناسبت کے اعتبار سے جہاں ضروری تھا وہاں عنوانات (Headings) بھی قائم کر دیئے ہیں۔

نیز کتاب کے آخر میں نہ صرف ماخذ کی فہرست، بلکہ اس رسالہ کے وہ صفحات بھی درج کر دیئے گئے ہیں جن پر ماخذ کی کتاب کے حوالے ہیں۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہماری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے سبب مغفرت بنادے۔

اٰمین بِجاہِ النَّبیِّ الْاَمین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

المدینۃ العلمیۃ

تقریظ جلیل

شیخ الحدیث و التفسیر مولانا ابوبکر صدیق العطاری دام مدظلہ العالی

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ دینی حوالے سے آپ کی گرانقدر خدمات ناقابلِ فراموش ہیں آپ علیہ الرحمۃ ہمہ گیر شخصیت کے حامل تھے۔ صرف پاک و ہند ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں آپ کے فیضانِ علمی کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ آپ کم و بیش پچاس علوم پر دسترس رکھتے تھے۔ قدیم و جدید تقریباً تمام علوم پر آپ کی شاہکار تصانیف موجود ہیں جو اہل علم کے لئے آج بھی راہنمائی کا باعث ہیں۔ بالخصوص 'فتاویٰ رضویہ' کی شکل میں 'علمی خزانے' کی فراہمی اُمّتِ مسلمہ پر آپ کا بہت بڑا احسان ہے جس کا بدلہ شاید قیامت تک نہ دیا جاسکے۔ بلا مبالغہ فتاویٰ رَضَویہ علم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا ایک ایسا سُمندر ہے جس سے تشنگانِ علم اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ایک متبحر، دور اندیش اور حالاتِ حاضرہ پر گہری نظر رکھنے والے باعمل عالم دین تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے فتاویٰ جات کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہمارے گرد و پیش ہی کے متعلق حکم بیان کیا جارہا ہو۔

آپ علیہ الرحمۃ کا زیرِ نظر رسالہ جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور بھی آپ کی دور اندیشی اور تحقیق کا ایک ایسا ہی مُنہ بولتا ثبوت ہے جس میں قرآنی آیات و حدیث اور اقوالِ فقہاء پر مبنی دلائل کے انبار لگائے گئے ہیں مذکورہ بالا رسالہ درحقیقت ایک استفتاء کا جواب ہے جس میں عورتوں کیلئے زیارت قبور کے جواز پر دلائل پیش کرنے کے بعد آپ علیہ الرحمۃ کا مؤقف دریافت کیا گیا۔ آپ نے مستفتی کے تمام دلائل کا مدلل جواب لکھنے کے بعد اپنے مؤقف کو ثابت کیا ہے کہ کس طرح شریعت کے تمام تقاضوں کو پیشِ نظر رکھنے کے باوجود بھی ایک جائز و مستحب کام ممنوع ہو جاتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان آیات و حدیث اور جزئیات کا عقدہ بھی حل فرمایا ہے جہاں بڑے بڑے علماء حیرت میں پڑ جاتے ہیں۔ بلاشک وشبہ علمی و تحقیقی حوالے سے یہ رسالہ ایک نہایت ہی قیمتی خزانہ ہے جس میں عوام و خواص دونوں کیلئے علمی جواہر پارے موجود ہیں۔

الحمدللہ عزوجل اس رسالہ کی اشاعت نو المدینۃ العلمیۃ کے حصے میں آئی ہے فقدانِ علمی کے پیشِ نظر عوام الناس کے لئے بالعموم اور محقق صاحبان کیلئے بالخصوص 'ادارہ ھٰذا' نے اصل ماخذ و مراجع بمع جلد و صفحہ نمبر اور مطبوعات کے ساتھ ساتھ حواشی کا بھی اہتمام فرمایا ہے تاکہ مکمل بات سمجھنے میں آسانی رہے۔ یہ یقیناً ایک قابلِ قدر کاوش ہے جس کیلئے ادارہ مبارکباد کا مستحق ہے کیونکہ کسی کتاب پر اس قدر اہتمام المدینۃ العلمیۃ ہی کا خاصہ ہے جو کہ ابھی اپنے ارتقائی مراحل میں ہے۔

ہم شیخ طریقت امیرِ اہلسنّت ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ اور دیگر علمائے اہلسنّت کے مشکور ہیں جن کی توجہ، سرپرستی اور حوصلہ افزائی کی برکت سے اِدارہ دِن پچیسویں، رات چھبیسویں ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔ ان بزرگوں کے دم کرم سے اِن شاءَ اللہ عزوجل مستقبل قریب میں یہ ادارہ ایک منفرد حیثیت اختیار کرے گا۔

اللہ عزوجل کرے زورِ قلم اور زیادہ

محمد ابوبکر صدیق العطاری

۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ

12 جولائی 2004ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ: مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب مدرس اول مدرسہ قادریہ احمد آباد گجرات محلہ جمال پور۔ ۲۸ صفر ۱۳۳۹ھ

مولانا موصوف نے ایک رجسٹری بھیجی جس میں بحر الرائق وتصحیح المسائل مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ سے عورتوں کیلئے زیارت قبور کو جانے کی اجازت پر زور دیا گیا تھا، ان کو یہ جواب بھیجا گیا،

مولانا المکرّم مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب زید کرمکم ۱

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی دو رجسٹریاں ۲ آئیں۔ تین مہینے سے زائد ہوئے کہ میری آنکھ اچھی نہیں تھی۔ میری رائے اس مسئلہ میں خلاف پر ہے۔ مدّت ہوئی اس بارے میں میرا فتویٰ تحفہ حنفیہ میں چھپ چکا میں اس رخصت کو جو البحر الرائق میں لکھی ہے مان کر نظر بحالات نساء ۳ سوائے حاضریٔ روضہ انور کہ واجب یا قریب بواجب ہے، مزارات اولیاء یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کو جانا باتباع غنیۃ علامہ محقق ابراہیم حلبی ۴ ہرگز پسند نہیں کرتا۔

خصوصاً اس طوفان بدتمیزی رقص ومزامیر وسرور ۵ میں جو آج کل جہال ۶ نے اعراس میں برپا کر رکھا ہے اس کی شرکت تو میں عوام رجال ۷ کو بھی پسند نہیں رکھتا، نہ کہ وہ جن کو انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حُدی خوانی بالحانِ خوش ۸ پر عورتوں کے سامنے ممانعت فرما کر انہیں نازک شیشیاں فرمایا۔۔۔۔۔والسلام ۹

---

۱ آپ کی بزرگی بڑھائی جائے ۲ خطوط ۳ عورتوں کے حالات پر نظر کرتے ہوئے ۴ علامہ محقق ابراہیم حلبی کی کتاب غنیۃ المصلی کی اتباع کرتے ہوئے ۵ ناچ اور ڈھول وغیرہ کی کثرت ۶ جاہلوں نے ۷ یعنی عام مردوں کی شرکت ۸ عربی شاعر کے نغمہ کو اچھی آواز میں ۹ بخاری ومسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجۃ الوداع کے موقع پر عورتوں کی سواریوں کے پاس جا کر حُدی خوانی کی، جس کے نتیجے میں اونٹ تیز رفتار ہو گئے اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا، اے انجشہ! کانچ کی شیشیوں کے ساتھ نرمی اختیار کرو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تمہارے ساتھ کانچ کی شیشیاں بھی ہیں (مراد عورتیں ہیں) کہیں جلدی ٹوٹ نہ جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کو کانچ کی شیشیوں سے تشبیہ دے کر یہ ارشاد فرمایا کہ وہ حُدی خوانی اور خوش الحانی سے متاثر نہ ہو جائیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۳، ص ۳۶۸، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مولوی صاحب نے دوبارہ رجسٹری بھیجی۔

مسئلہ : از احمد آباد، گجرات، محلّہ جمال پور، مرسلہ، مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب، ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ

مخدومی مکرمی معظمی جناب مولانا صاحب دام محبتکم ؎۱

بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کے واضح رائے عالی ہو کہ محبت نامہ موصول ہوا۔ فتویٰ کو آپ کے دیکھا۔ حضرت مولانا مجھے آپ اس مسئلہ میں سمجھائیے کہ مسجد نبوی میں تین سو مرد اور ایک سو عورتیں تھیں، یہ منافقین آخری صف میں کھڑے ہوئے تھے اور عورتوں کو جھانکتے تھے نماز فجر عشاء میں توجہ انور حقیقت محمد وحقیقت قرآن کے لئے حاضر ہوتی تھیں تو منافقین کی نالائق حرکت کا انتظام خدائے تعالٰی اور قرآن عظیم نے یہ نہ کیا کہ منافقین اور فیض لینے والی عورتوں کو یہ حکم دیا ہوتا کہ دونوں مسجد نبوی میں جمع نہ ہوں اور فیض رسانی عورتوں کی اس بہانے سے بند نہ ہوئی بلکہ انتظام فیض رسانی یہ ہوا کہ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْکُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَاِنَّ رَبَّکَ ھُوَ یَحْشُرُھُمْ اِنَّہٗ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ ؎۲ اور انتظام حضرت نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ کیا خیر صفوف الرجال اولھا وشرھا اخرھا وخیر صفوف النساء اخرھا وشرھا اولھا ؎۳ مسجد میں عورتوں کی نماز بند ہوئی۔ اس کو بندہ مانتا ہے۔ فیض حقیقت محمد وحقیقت قرآن لینے کو باپردہ پانچ دس عورتیں محلّہ کی مل کر مرشد کے مکان پر جاویں اور مرشد طریقت مرتعش ؎۴ اور شیخ فانی پردہ میں بٹھا کر ان کو توجہ حقیقت محمدی اور حقیقت قرآن کی دیوے۔ ؎۵ اس پر حکم حرمت ؎۶ لگانا غلط اور فیض محمدی کا مقابلہ اور مورد ؎۷ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ ؎۸ بنتا ہے۔ شیخ طریقت تو اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ ۔ الآیۃ ؎۹ میں جو امانت ہے اس کو ذاکرات ؎۱۰ کے سینہ میں باپردہ بٹھا کر توجہ دے کر جماتا ہے اور یہ اس امانت کی جڑ اکھیڑتا ہے۔ یہ فیض جڑ اوکھاڑنے ؎۱۱ والے کو بے وقار کرکے اوکھیڑ دیوے ؎۱۲ گا۔

؎۱ آپ کی محبت زیادہ ہو ؎۲ بے شک ہمیں معلوم ہیں جو تم میں آگے بڑھے اور بے شک ہمیں معلوم ہیں جو تم میں پیچھے رہے اور بے شک تمہارا رب ہی انہیں قیامت میں اٹھائے گا بے شک وہی علم وحکمت والا ہے (الحجر، ۲۴، ۲۵) ؎۳ مردوں کی صفوں میں سب سے بڑھ کر اگلی ہے اور سب سے کمتر پچھلی اور عورتوں کی صفوں میں سب سے بہتر پچھلی ہے اور سب سے کمتر اگلی ہے (صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب تسویۃ الصفوف، ص ۲۳۲ رقم الحدیث ۴۴۰ مطبوعہ دار ابن حزم بیروت) ؎۴ کانپنے والا، بہت بوڑھا ؎۵ دے ؎۶ حرام ہونے کا حکم ؎۷ مصداق ؎۸ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھانا چاہتے ہیں (پ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۳۲) ؎۹ بیشک ہم نے امانت پیش کی (پ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۷۲) ؎۱۰ ذکر کرنے والیوں ؎۱۱ اکھاڑنے ؎۱۲ اکھیڑ دے

محمدی المشرب ۱؎ سنت حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عمل کرتا ہے۔ حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کو مرید کر کے توجہ دی، اوّل مرید کر کے، یہ بھی عورتوں کو مرید کر کے توجہ دیتا ہے۔ طریقہ عالیہ قادریہ کی توجہ کلمہ طیبہ کے ذکر کی ہوگی۔ اب عورتوں کو پردہ میں بٹھا کر ذکر، کلمہ طیبہ کا بتایا جاوے ۲؎ گا۔ ضرب الا اللہ قلب پر مارنا سکھایا جاوے ۳؎ گا۔ پردہ میں، عورت خلیفہ مرشد طریقت کی، بیٹھ کر ذکر کلمہ طیب کا سکھاتی ہے اور مرشد طریقت اونچ نیچ سمجھاتے ہیں یہاں خلوتِ اجنبیہ ۴؎ کا حکم نہیں لگتا، یہ جلوت ۵؎ ہے۔ جلوت میں فیض رسانی کا طریقہ عالیہ قادریہ کی ہوتی ہے اور اسی طرح اس مجلس میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی توجہ بھی عورتوں کو دی جاتی ہے۔ بریلی میں حاضری کا کئی بار موقع ہوا ہے وہاں یہ عمل دیکھنے میں نہیں آیا۔ نہ وہاں سنا کہ کوئی مشائخ یہ کرتے ہیں ہمارے یہاں ڈولی میانہ ۶؎ مشکل سے ملتا ہے غرباء و مساکین میں قدرت ان سواریوں میں بیٹھنے کی نہیں اور نہ قرآن عظیم نے ڈولی میانہ کا حکم دیا ہے۔ یُدنِین علیھنّ من جلابِیبھنّ ۷؎ اور قُل لِلمؤمنین یغضّوا من اَبصارھم و قُل لّلمؤمنات یغضُضن من اَبصارھنّ اور وَلیَضرِبن بخُمُرِھنّ علیٰ جیُوبِھن ۸؎ اس پردہ پر احمد آباد کی ذاکرات کا عمل ہے۔ عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۴ ص ۷۸ حاصل الکلام من ھذا کلہ ان زیارت القبور مکروھۃ للنساء بل، حرام فی ھذا الزمان لا سیما نساء مصر، لا ن خروجھن علی وجہ فیہ الفساد و الفتنۃ وانما رخصت الزیارۃ لتذکر امر الاخرۃ وللاعتبار بمن مضی و للتزھد فی الدنیا ۹؎ یہ حکم مصر کی بغایا مغنیہ دلالہ ۱۰؎ کا ہے۔ اس حکم کو نیک بخت عورتوں پر لگانا غلط ہے۔ لوادرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدثت النساء ۱۱؎ کی شرح عمدۃ القاری ج ۳ ص ۳۰ میں ہے۔ بعضھن یغنین باصوات عالیۃ مطربۃ و منھن صنف بغایا ۱۲؎

۱؎ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مذہب والا یعنی مسلمان ۲؎ جائے ۳؎ جائے ۴؎ اجنبی عورت کے ساتھ علیحدگی اختیار کرنے ۵؎ خلوت کے خلاف یعنی اپنا آپ لوگوں کو دکھانا ۶؎ پردوں والی عورتوں کی سواری ۷؎ ان پر اپنی چادر ڈال دیں ۸؎ مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں (النور، ۳۰، ۳۱) ۹؎ حاصل یہ ہے کہ عورتوں کیلئے قبروں کی زیارت مکروہ ہے بلکہ اس زمانے میں حرام ہے خصوصاً مصر کی عورتوں کیلئے، اس لئے کہ ان کا جانا فتنہ اور خرابی کے طور پر ہوتا ہے، زیارت کی رُخصت تو صرف اس لئے ہوتی تھی کہ آخرت کے معاملہ کو یاد کریں، وفات پانے والوں سے عبرت لیں اور دُنیا سے بے رغبت ہوں (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، ج ۶ کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور، ص ۹۲ رقم الحدیث ۱۲۸۳ مطبوعہ دار الحدیث ملتان پاکستان) ۱۰؎ ملک مصر کی باغی، گانے والی، آوارہ عورتوں کا ۱۱؎ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ دیکھتے جو عورتوں نے اب پیدا کیا ۱۲؎ ان میں کچھ ایسی ہوتی ہیں جو خوش کرنی والی آوازوں سے گاتی ہیں اور کچھ بری قسم ہیں (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، ج ۴ کتاب الاذان باب انتظار الناس قیام الامام العالم، ص ۲۴۹ رقم الحدیث ۸۶۹ مطبوعہ دار الحدیث ملتان پاکستان)

احمد آباد میں تین کوس [1] درگاہ حضرت گنج احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ہے۔ مکان بہت پرفضا ہے اور تالاب سنگین ہے۔ وہاں دھنے [2] کی قوم اور لکڑ بیچنے والی قوم کی عورتیں لہنگا [3] ساڑی پہن کر جاتی ہیں اور گربے [4] گاتی ہیں اور ان کی قوم کی ضیافتیں [5] ہوتی ہیں۔ اس میں وہ عورتیں گربے گاتی ہیں۔ حلقہ عورتوں کا بن جاتا ہے اور تالی بجاتی ہیں اور پھرتی جاتی ہیں۔ رنڈیوں [6] کی طرح گیت گاتی ہیں۔ ان پر بل حرام فی هذا الزمان لا سیمنا نساء مصر [7] کا حکم برابر عمدہ طور پر چسپاں ہے۔ اور غنیۃ المستملی کے ص ۵۹۵ میں وان یکون فی زما ننا للتحریم لما فی خروجهن من الفساد۔ اھ [8]

اور جو عورتیں قوالی رنڈیوں کی اور قوالی مردوں کی سننے جاتی ہیں، ان کو زیارۃ القبور کو جانا حرام ہے۔

ان کے حرام ہونے سے ذاکرات اور فیض لینے جانے والی عورتوں کو کیا نقصان، اگرچہ ایسی عورت ہزاروں میں ایک ہو۔ دس ہزار آدمیوں نے کتے اور خنزیر کے گوشت کی بریانی پکائی اور ایک نے بکری کے گوشت کی بریانی پکائی۔ دونوں بریانوں پر حکم حلت [9] صحیح۔ دونوں کا حکم جدا، مفتی کو بیان کرنا پڑے گا۔ اَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَمَنْ کَانَ فَاسِقًا لَا یَسْتَوٗنَ [10] اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ کَالْفُجَّارِ [11]

اساف اور نائلہ نے جاہلیت میں زنا کیا اور قدرت الٰہیہ نے دونوں کو مسخ [12] کر دیا، ایسے متبرک مکان میں دونوں نے خباثت کی، یا کوئی سفر حرمین طیبین میں خبیث عمل سے پیش آوے [13] تو کیا اس خبیث کی خباثت [14] کو دیکھ کر اور اسی سے استناد [15] کر کے عورتوں کے حج وزیارت حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عدم جواز کا فتویٰ جاری کر دیا جائے گا؟ ہرگز نہیں۔

حضرت معین الدین چشتی کے مزار مقدس میں غربی دیوار میں کلام مجید رکھا ہے اس دیوار کے پیچھے عورتیں بیٹھ کر توجہ لیتی ہیں۔ ذکر، فکر مراقبہ کرتی ہیں، بُرقع اوڑھ کر آتی ہیں۔ اختلاط مردوں اور عورتوں کا یہاں بالکل نہیں اب یہ عورتیں نور اللہ دِل میں بھرنے کیلئے حاضر ہوتی ہیں۔ یہ فیض رسانی حقیقت محمدی کی عورتوں کی خواجہ غریب نواز قدس سرہ العزیز کرتے ہیں اور اس فیض میں وہ قوت ہے کہ لاکھوں کوسوں سے فیض لینے والیوں کو آپ بلا لیتے ہیں یہ جگہ مقام قوالی سے دُور ہے اور نماز فجر سے اشراق تک اور مغرب اور عشاء کے بیچ میں اس پردے والے مکان میں عورتیں جمع ہو کر فیض لیتی ہیں اور اس وقت نقصان قوالی کا بالکل نہیں اور یہ عورتیں نیک بخت

---

[1] تو ہزار گز دُور [2] مالداروں [3] دیہاتی عورتوں کا غرارہ [4] گانے [5] دعوتیں [6] ناچنے، گانے والیوں [7] بلکہ اس زمانے میں خصوصاً مصر کی عورتوں کیلئے حرام ہے [8] ہمارے زمانے میں حرام ہونے کیلئے ہوگا کیونکہ ان کے جانے میں خرابیاں ہیں [9] حرام ہونے کا حکم اور حلال ہونے کا حکم [10] تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو بے حکم ہے یہ برابر نہیں (سورۃ الم سجدہ، ۱۸)
[11] یا ہم پرہیزگاروں کو شریر بے حکموں کے برابر ٹھہرا دیں (پ۲۳، سورۃ ص، آیت ۲۸) [12] اچھی صورت سے بری میں تبدیل [13] آئے [14] گندے کی گندگی [15] دلیل پکڑنا

پردہ نشین برقع اوڑھ کر آنے والی ہیں۔ آپ نے اس کو آنکھوں سے نہیں دیکھا اور میں نے اس کو آنکھوں سے دیکھا ہے۔ بندہ اس کو شہادت کے طور پر بیان کرسکتا ہے اور آپ کو آنکھوں سے دکھا کر تسلی کرسکتا ہے، اب ان عورتوں پر حکمِ حرمت لگانا غلط ہے۔ سیر خیز قصبہ احمد آباد میں جو عورتیں گربے گانے والیاں فاحشات مغنیات اور رنڈیوں اور باپردہ سوا لاکھ کلمہ طیب کا ختم پڑھنے والی ذکر خفی [1] مراقبہ، فیض حقیقت محمدی لینے والی ذاکرات پر رنڈیوں کا حکم لگا کر دونوں کو ایک پھانسی میں لٹکا دینا غلط ہے۔

حقوق الاولیاء وخیر خواہی سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ نہیں۔ الدین النصیحة للّٰه و رسوله وللمؤمنین [2] یہ کہاں ہوئی۔ اولیاء فیض حقیقت محمدی کا دینے کو ذاکرات کو بلاتے ہیں، وہ باپردہ اور شریعت کے احکام کر سر پر رکھ کر حاضر ہوتی ہیں اور مفتی ان پر حکم عدم جواز [3] لگا دیں۔ اس صورت میں فیض حقیقت محمدی کو روکنا ہے اس کا نام دوستی حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں۔ ہم آپ سے چھوٹے اور آپ کے اقدام [4] کو اپنے سروں پر رکھنے والے ہیں مگر آپ کا اقدام صراطِ مستقیم سے پھسل گیا۔ تو عرض کرنا چاہئے۔ ہد ہد دو پیسے کی چڑیا، حضرت سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ أحطتُ بما لم تحط به و جئتك من سبإٍ بنبإٍ يقين [5] اوّل تو ایک مدّت سے آپ کی آنکھیں رمد [6] میں مبتلا ہیں اور ہاتھ بڑوں بڑوں سے ملایا ہے طبیعت پریشان ہے، یہ قلم اس وقت میرا نہ سمجھئے آپ کے ہم غلام ہیں تو دست بستہ [7] عرض کرتے ہیں۔ اس کو آپ بغاوت نہ سمجھیں۔

حضرت عائشہ صدّیقہ کو زیارت قبور کے وقت سلام کرنا۔ حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا۔ مشکوٰۃ شریف، مسلم شریف، نسائی شریف ج ا ص ۱۳۵ میں ہے، ایں دلالت دارو بر جواز زیارت مر نساء را [8] امام نووی شرح مسلم کی ج ا ص ۳۱۴ میں فرماتے ہیں۔ فيه دليلٌ لمن جوز للنساءِ زيارة القبور [9] الخ فتح الباری پارہ ۵ مطبع انصاری، دہلی ص ۲۶۲ میں ہے۔ أُختلِفَ فِي النساءِ فقِيل دخلن في عموم الاذنِ و هو قول الاكثر و محلّه اذا أَمِنت الفِتنة [10] اب تطبیق [11] سمجھ لیجئے کہ گربے گانے والی، قوالی سننے والی عورتوں کیلئے زیارت قبور اولیاء کو جانا حرام اور فیض الٰہی لینے والی عورتوں کو باپردہ شریعت کے احکام کو بجالا کر کرنا جائز۔

---

[1] آہستہ آواز سے ذکر [2] دین خیر خواہی ہے اللہ کیلئے اور اس کے رسول کیلئے اور ایمان والوں کیلئے [3] ناجائز ہونے کا حکم [4] حکم کرنے [5] میں نے وہ دیکھا جو آپ نے نہ دیکھا اور میں آپ کے شہر سے یقینی خبر لایا ہوں (پ ۱۹، سورۃ النمل، آیت ۲۲) [6] درد، بیماری [7] ہاتھ باندھ کر [8] اس میں عورتوں کیلئے جواز زیارت کی دلیل ہے (الشعۃ اللمعات شرح المشکوۃ، ج ۱، باب زیارۃ القبور الفصل الثالث ص ۷۱۹ نوریہ رضویہ سکھر، پاکستان) [9] اس میں عورتوں کیلئے زیارت قبور جائز ماننے والوں کیلئے دلیل ہے (شرح مسلم مع صحیح مسلم ج ۱ کتاب الجنائز فصل فی الذهاب إلى زيارة القبور ص ۳۱۴ مطبوعہ اصح المطابع نور محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی پاکستان) [10] عورتوں کے بارے میں اختلاف ہوا، کہا گیا کہ اجازت عام ہونے میں یہ بھی داخل ہیں اور یہی اکثر کا قول ہے اور اس حکم کا موقع فتنہ سے امن کی حالت میں ہے [11] مطابقت، مناسبت

میں نے مسئلہ اس طرح مشرّح [1] بیان کیا ہے۔ اس کو آپ صحیح سمجھتے ہیں یا میری سمجھ میں کوئی غلطی ہے مجھے سمجھایئے۔ آپ میرے مربی اور قبلہ وکعبۂ حاجات [2] ہیں۔ خدائے تعالیٰ آپ کو صحتِ کلیہ عاجلہ [3] عطا فرمائے، آمین ثم آمین رقمہٗ [4] حکیم عبدالرحیم عفی عنہ، مدرس اوّل مدرسہ قادریہ، احمد آباد، گجرات۔ دکن جمال پور، مسجد کانچ، مورخہ ۱۵ ربیع الاوّل شریف اور مصطفیٰ میاں کو پاس بٹھا کر اس کا جواب ان سے لکھوا کر میری تسلّی کر دیجئے۔ میں غلط سمجھا ہوں تو صحیح سمجھایئے اور وہ فتویٰ جو تحفۂ حنفیہ میں عدمِ جواز زیارتِ قبور نساء کے بارے میں ہے اس کی نقل بھی کروا کر روانہ فرمایئے۔ اس کے دلائل سے بھی واقف ہونا بندہ چاہتا ہے۔

الجواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مولانا المکرّم اکرمکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی رجسٹری ۱۵، ربیع الآخر شریف کو آئی۔ میں ۱۲ ربیع الاول شریف کی مجلس پڑھ کر شام ہی سے ایسا علیل ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا۔ میں نے وصیّت نامہ لکھوا دیا تھا۔ آج تک یہ حالت ہے کہ دروازہ سے متصل مسجد ہے۔ چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد لے جاتے اور لاتے ہیں۔ [5] میرے نزدیک وہی دو حرف کہ اوّل گزارش ہوئے تھے۔ اب قدرے تفصیل کروں۔

---

[1] تفصیل سے [2] تربیت کرنے والے اور حاجتوں کیلئے رجوع کی جگہ [3] مکمل اور جلدی [4] اسے لکھا [5] اس عبارت سے جہاں یہ ظاہر ہوا کہ حضرت سخت بیمار تھے، وہیں یہ بھی پتہ چلا کہ ایسی سخت علالت میں بھی جماعت چھوڑ کر گھر میں تنہا نماز پڑھ لینا گوارا نہ تھا۔ جبکہ اتنی شدید علالت بلاشبہ ترکِ جماعت کے لئے عذر ہے۔ حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ (۱۳۱۲ھ/۱۳۹۶ھ) بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور نے اعلیٰ حضرت کی اسی بیماری کا حال بیان کیا کہ 'ایک بار مسجد لے جانے والا کوئی نہ تھا، جماعت کا وقت ہو گیا۔ طبیعت پریشان، ناچار خود ہی کسی طرح گھسٹتے ہوئے حاضر ہوئے اور باجماعت نماز ادا کی۔' آج صحت وطاقت اور تمام تر سہولت کے باوجود ترکِ نماز اور ترکِ جماعت کے ماحول میں یہ واقعہ ایک عظیم درسِ عبرت ہے۔ واللہ الہادی والموفق۔

قدیم علماء کی طرف سے عورتوں کے لئے زیارت قبور کی ممانعت

﴿۱﴾ پہلے گزارش کرچکا کہ عبارات رخصت ۱؎ میری نظر میں ہیں۔ ۲؎ مگر نظر بحال زمانہ، میرے، نہ میرے بلکہ اکابر متقدمین ۳؎ کے نزدیک سبیل ممانعت ہی ہے ۴؎ اور اسی کو اہل احتیاط نے اختیار فرمایا۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ منافقین کے باعث عورتوں کو مسجد کریم میں حاضری سے اللہ عزّ وجل و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ممانعت نہ فرمائی۔ بلکہ منافقوں کو تہدید و ترہیب ۵؎ اور مردوں کو تقدم ۶؎ عورتوں کو تاخر ۷؎ کی ترغیب فرمائی۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے عورتوں کو نماز عید پڑھنے کا حکم

اور میں اتنا اور زائد کرتا ہوں کہ صرف یہی نہیں بلکہ نساء کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عیدین میں سخت تاکید فرمائی یہاں تک حکم فرمایا کہ برکت جماعت و دعائے مسلمین لینے کو حیض والیاں بھی نکلیں، مصلے ۸؎ سے الگ بیٹھیں، پردہ نشیں کنواریاں بھی جائیں، جس کے پاس چادر نہ ہو، ساتھ والی اسے اپنی چادر میں لے لے۔

صحیحین میں اُمِّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔

امرنا ان نخرج الحیض یوم العیدین و ذوات الخدور فیشھدن جماعۃ المسلمین و دعوتھم و یعتزل الحیض عن مصلا ھن قلت امرأۃ. یارسول اللّٰہ احدانا لیس لھا جلبات قال لتلبسھا صاحبتھا من جلبابھا ۹؎

۱؎ اجازت کی عبارتیں ۲؎ اس جملے سے فاضل بریلوی کے فتویٰ کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ ایسا نہیں کہ ان کی نظر میں صرف ممانعت والی عبارتیں تھیں۔ جن عبارتوں سے عورتوں کیلئے زیارت قبور کی اجازت کا استنباط یا ثبوت ہوسکتا ہے وہ بھی سامنے ہیں اور جن دلائل سے ناجائز ہونا ثابت ہوتا ہے وہ بھی سامنے ہیں۔ سب پیش نظر رکھتے ہوئے اکابر علماء کی طرح خود بھی ممانعت ہی کا فیصلہ کیا اور اسے بھی واضح فرمایا کہ آخرت عورتوں کیلئے زیارت قبور کو جانا کیوں جائز نہیں؟ مولیٰ تعالیٰ ہمیں شریعت کی روشنی میں سوچنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۳؎ پہلے کے بڑے بڑے علماء ۴؎ یعنی حکم ممانعت ہی کا ہے ۵؎ خوف اور ڈرسنانا ۶؎ آگے ہونا ۷؎ پیچھے رہنا ۸؎ نماز کی جگہ ۹؎ ترجمہ: ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم حیض والیوں کو عیدین کے دن نکالیں اور پردہ نشین عورتوں کو بھی ساتھ لے جائیں تاکہ یہ بھی مسلمانوں کی جماعت اور ان کی دعا میں شریک ہوں اور حیض والیاں ان کی نمازگاہ سے کنارے ہیں ایک عورت نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہم میں سے کوئی ایسی بھی ہے، جس کے پاس چادر یں نہیں۔ فرمایا، اس کے ساتھ والی اس کو اپنی چادر سے ایک حصہ اوڑھادے۔ (الصحیح البخاری، ج ۱ کتاب الصلوۃ باب وجوب الصلاۃ فی الثیاب ص ۸۰ دار طوق النجاہ بیروت)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم کہ عورتوں کو مسجد سے نہ روکو

اور یہ صرف عیدین میں امر [1] ہی نہیں بلکہ مساجد سے عورتوں کو روکنے سے مطلقاً [2] نہی بھی ارشاد ہوئی کہ اللہ کی باندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو، مسند امام احمد و صحیح مسلم شریف میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، **لا تمنعوا اماء اللّٰہ مساجد اللّٰہ** [3]

یہ حدیث صحیح بخاری کتاب الجمعہ [4] میں بھی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امر، وجوب کیلئے ہے اور نہی تحریم کیلئے [5] اور فیض وبرکت لینے کا فائدہ خود حدیث میں ارشاد ہوا۔ بایں ہمہ [6] آپ ہی لکھتے ہیں کہ مسجد میں عورتوں کی نماز بند ہوئی، اس کو بندہ مانتا ہے۔

محفلِ وعظ اور جماعت میں عورتوں کی شرکت ناجائز ہے

درمختار کی عبارت آپ سے مخفی نہ ہوگی کہ **یکرہ حضور ھن الجماعۃ ولا لجمعۃ و عید و وعظ مطلقا و لو عجوزا لیلا علی المذھب المفتی بہ لفساد الزمان** [7]

اسی طرح اور کتبِ مُعتمدہ [8] میں ہے۔ ائمہ دین نے جماعت و جمعہ و عیدین درکنار 'وعظ کی حاضری' سے بھی مطلقاً منع فرمادیا۔ [9] اگرچہ بڑھیا ہو، اگرچہ رات ہو، وعظ سے مقصود تو صرف اخذ فیض وسماع امر بالمعروف و نہی عن المنکر و تصحیح عقائد و اعمال ہے [10] کہ توجہ مشیخت [11] سے ہزار درجہ اہم واعظم اور اس کی اصل مقدم ہے اس کا فیض بے توجہ مشیخت بھی عظیم مفید و دافع ہر ضرر شدید ہے اور یہ نہ ہو تو توجہ مشیخت کچھ مفید نہیں، بلکہ ضرر سے قریب، نفع سے بعید ہے کیا امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد و سائر ائمہ مابعد رضی اللہ عنہم و فیض حقیقت اقدس سے روکنے والا اور معاذاللہ **یُرِیدون اَنْ یّطفئُوا نُور اللّٰہ بِاَفواھِھِم** [12] میں داخل مانا جائیگا۔

---

[1] حکم [2] منع کرنا [3] اللہ کی بندیوں کو، اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب خروج النساء الی المسجد ص ۲۳۳ رقم الحدیث ۴۴۲ مطبوعہ دار ابن حزم بیروت) [4] صحیح بخاری ج ا کتاب الجمعہ باب ھل علی من لم یشھد الجمعۃ، ص ۱۲۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، پاکستان [5] یعنی عورتوں کا حاضر ہونا واجب اور انہیں مسجد میں آنے سے روکنا حرام ہے [6] یہ بات [7] ترجمہ: فسادِ زمانہ کے باعث جماعت میں عورتوں کی حاضری مطلقاً مکروہ (تحریمی وناجائز) ہے اگرچہ بڑھیا کی حاضری شب ہی کو ہو یہ اس مذہب کے مطابق ہے جس پر فتویٰ ہے (الدر المختار ج ۲ کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ص ۳۶۷ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت) [8] معتبر، قابلِ اعتماد [9] ان عورتوں کیلئے جو کامل پردہ نہ کریں جیسا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں، واعظ یا میلاد خواں اگر عالم سنی صحیح العقیدہ ہو اور اس کا وعظ وبیان صحیح ومطابق شرع ہو اور جانے میں پوری احتیاط اور کامل پردہ ہو اور مجلس رجال سے دور، ان کی نشست ہو تو حرج نہیں۔۔۔ الخ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۰ کتاب الحظر والاباحۃ ۵ نظر و مَس ص ۱۱۲ مکتبہ رضویہ) [10] فیض لینا، نیکی کا حکم اور برائی کی ممانعت سننا، عقیدہ و عمل صحیح کرنا [11] پیری کی توجہ [12] چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھادیں (کنز الایمان، پ ۱۰، ع ۱۱، توبہ آیت ۳۲)

حاشا یہ اطبائے قلوب میں۔ مصالح شرع جانتے ہیں۔[1]

حضرت عائشہ اور تابعین کی طرف سے عورتوں کیلئے مسجد میں آنے کی ممانعت

﴿۲﴾ صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ابوداؤد میں امّ المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد اپنے زمانہ میں تھا۔

لوادرک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعھن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل[2]

اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے جو باتیں عورتوں نے اب پیدا کی ہیں تو ضرور انہیں مسجد سے منع فرمادیتے، جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں منع کردی گئیں۔

پھر تابعین ہی کے زمانے سے ائمہ نے ممانعت شروع فرمادی پہلے جوان عورتوں کو پھر بوڑھیوں کو بھی، پہلے دن میں پھر رات کو بھی، یہاں تک کہ حکمِ ممانعت عام ہوگیا۔ کیا اس زمانے کی عورتیں گربے والیوں کی طرح گانے ناچنے والیاں یا فاحشہ دلالہ تھیں، اب صالحات ہیں؟ یا جب فاحشات زائد تھیں، اب صالحات زیادہ ہیں؟ یا جب فیوض و برکات نہ تھے، اب ہیں؟ یا جب کم تھے اب زائد ہیں؟ حاشا بلکہ قطعاً یقیناً اب معاملہ بالعکس[3] ہے۔ اگر ایک صالحہ ہے، تو جب ہزار تھیں، جب اگر ایک فاسقہ تھی تو اب ہزار ہیں۔ اب اگر ایک حصہ فیض ہے، جب ہزار حصے تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لا یاتی عام الا والذی بعدہ شرمنہ[4]

بلکہ عنایہ امام اکمل الدین بابرتی میں ہے کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو مسجد سے منع فرمایا۔ وہ امّ المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس شکایت لے گئیں۔ فرمایا، اگر زمانہ اقدس میں حالت یہ ہوتی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہ دیتے۔

---

[1] عقائد واعمال کی اصلاح کا فیض شیخ کی توجہ کے بغیر بھی عظیم فائدہ مند اور شدید نقصان کو دور کرنے والا ہے اور یہی نہ ہو تو شیخ کی توجہ کچھ فائدہ نہیں دے سکتی بلکہ نقصان سے قریب اور فائدہ سے دُور ہے ورنہ کیا امام اعظم اور امام ابو یوسف اور امام محمد اور تمام ان کے بعد کے آئمہ کو حقیقی مقدس فیض سے روکنے والا اور معاذ اللہ اس آیت کہ ترجمہ : 'تو خدا کا نور اپنے منہ سے بجھانا چاہتے ہیں' میں داخل مانا جائے گا؟ بلکہ یہ حضرات تو دلوں کے طبیب اور شریعت کی مصلحتوں کو جاننے والے ہیں [2] صحیح البخاری ج ا کتاب الاذان، باب انتظار الناس قیام الامام العالم ص ۱۲۰ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی پاکستان۔ صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب خروج النساء الی المساجد، ص ۲۳۲ رقم الحدیث ۴۴۵ مطبوعہ دار ابن حزم بیروت۔ سنن ابی داؤد ج ا کتاب الصلوۃ باب التشدید فی ذالک ص ۲۳۵ رقم الحدیث ۵۶۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت [3] الٹا، پہلے کے برخلاف [4] ترجمہ : یعنی ہر بعد والا سال پہلے سے بُرا ہوگا۔ (شعب الایمان للبیھقی، ج ۲ ص ۲۶۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت عمر فاروق کی طرف سے ممانعت

﴿۳﴾ حیث قال[۱]: ولقد نهی عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنه النساء عن الخروج الی المساجد فشکون الی عائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها فقالت لو علم النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم ما علم عمر ما اذن لکن فی الخروج[۲]

جوان اور بوڑھی عورتوں کیلئے جماعت میں شرکت کی ممانعت

﴿۴﴾ پھر فرمایا،

فاحتج به علماء نا ومنعوا الشواب عن الخروج مطلقاً و اما العجائز فمنعهن ابوحنیفة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه عن الخروج فی الظهر والعصر دون الفجر والمغرب والعشاء والفتوی الیوم علی کراهة حضورهن فی الصلوات کلها لظهور الفساد[۳]

اسی عینی جلد سوم میں آپ کی عبارت منقولہ[۴] سے ایک صفحہ پہلے ہے۔

وقال ابن مسعود رضی اللّٰه تعالیٰ عنه المرأة عورة واقرب ماتکون الی اللّٰه فی قعر بیتها فاذا اخرجت استشرفها الشیطان وکان ابن عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما یقوم یحصب النساء یوم الجمعة یخرجهن من المسجد وکان ابراهیم یمنع نسآء ہ الجمعة والجماعة[۵]

---

[۱] ان کے الفاظ یہ ہیں [۲] وہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو مسجد جانے سے روک دیا، وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس شکایت لے کر گئیں انہوں نے فرمایا، اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دیکھتے جو حضرت عمر نے دیکھا تو وہ بھی تمہیں مسجد جانے کی اجازت نہ دیتے۔ [۳] ترجمہ: اس سے ہمارے علماء نے استدلال کیا اور جوان عورتوں کو نکلنے سے مطلقاً منع فرما دیا۔ رہیں بوڑھیاں تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں ظہر و عصر میں نکلنے سے منع کیا۔ فجر و مغرب اور عشاء سے نہیں، مگر آج فتویٰ اس پر ہے کہ بوڑھیوں کی حاضری بھی تمام نمازوں میں مکروہ ہے کیونکہ اب فساد نمایاں ہے (العنایه علی هامش فتح القدیر ج ۱ باب الامامة تحت قوله و کره لهن حضور الجماعات ص ۳۱۷-۳۱۸ مطبوعه مکتبه رشیدیه کوئٹه پاکستان) [۴] نقل کی گئی [۵] ترجمہ: یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: عورت سراپا شرم کی چیز ہے۔ سب سے زیادہ اللہ عزوجل سے قریب اپنے گھر کی تہ میں ہوتی ہے اور جب باہر نکلے شیطان اس پر نگاہ ڈالتا ہے اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعہ کے دن کھڑے ہو کر کنکریاں مار کر عورتوں کو مسجد سے نکالتے اور امام ابراہیم نخعی تابعی استاذ الاستاذ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خواتین کو جمعہ و جماعت میں نہ جانے دیتے۔ (عمدة القاری شرح صحیح بخاری ج ۴ کتاب الاذان باب خروج النساء الی المساجد باللیل والغلس ص ۲۲۷ رقم الحدیث ۸۶۵ مطبوعه دار الحدیث ملتان پاکستان)

جب ان خیر کے زمانوں، ان عظیم فیوض و برکات کے وقتوں میں عورتیں منع کردی گئیں اور کا ہے[1] سے؟ حضور مساجد و شرکتِ جماعات[2] سے! حالانکہ دین متین میں ان دونوں کی شدید تاکید ہے۔ تو کیا ان ازمنۂ شرور[3] میں ان قلیل یا موہوم[4] فیوض کے حیلے سے عورتوں کو اجازت دی جائے گی؟ وہ بھی کاہے کی؟ زیارتِ قبور کو جانے کی! جو شرعاً مؤکدہ[5] نہیں اور خصوصاً ان میلوں ٹھیلوں میں جو خدانا ترسوں[6] نے مزاراتِ کرام پر نکال رکھے ہیں، یہ کس قدر شریعت مطہرہ سے منافقت[7] ہے۔

خرابی کے اسباب کو دور کرنا اہم ہے

شرع طہر کا قاعدہ ہے کہ جلبِ مصلحت[8] پر سلبِ مفسدہ[9] کو مقدم رکھتی ہے۔

درع المفاسد اھم من جلب المصالح[10]

جبکہ مفسدہ[11] اس سے بہت کم تھا، اس مصلحتِ عظیمہ سے ائمہ دین امامِ اعظم و صاحبین[12] و من بعدھم[13] نے روک دیا اور عورتوں کی مسلیں[14] نہ بنائیں کہ صالحات جائیں۔ فاسقات نہ آئیں بلکہ ایک حکم عام دیا، جسے آپ ایک پھانسی میں لٹکا نا فرمارہے ہیں۔ کیا انہوں نے یہ آیتیں نہ سنی تھیں۔

أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا[15] أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ[16]

---

[1] کس چیز سے [2] مسجدوں میں حاضر ہونے اور جماعت میں شریک ہونے [3] خرابیوں اور برائیوں کے ان زمانوں میں [4] صرف خیالی [5] ضروری [6] اللہ سے نہ ڈرنے والوں [7] مخالفت [8] خوبی پیدا کرنے والی چیز لانا، خوبی کا سبب حاصل کرنا [9] برائی کا سبب دُور کرنا

[10] ترجمہ: خرابی کے اسباب دور کرنا خوبی کے اسباب لانے سے اہم ہے (الاشباہ و النظائر ص ۷۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[11] خرابی کا سبب [12] امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو خاص شاگرد ہیں جو مسلک حنفی کے امام بھی ہیں (۱) امام قاضی ابو یوسف یعقوب (۲) امام محمد بن الحسن شیبانی۔ امام محمد نے امام ابو یوسف سے بھی علم حاصل کیا ہے۔ اسلئے ان کے استاذ امام اعظم اور امام ابو یوسف دونوں حضرات ہیں۔ جب امام ابو یوسف اور امام محمد کو ایک ساتھ ذکر کرتے ہیں تو انہیں 'صاحبَین' کہتے ہیں کہ یہ دونوں حضرات امام صاحب کے شاگرد ہونے کی نسبت سے آپس میں ساتھی ہیں اور جب امام اعظم اور امام ابو یوسف کو ایک ساتھ ذکر کرتے ہیں تو 'شیخین' کہتے ہیں کیونکہ امام محمد کی بہ نسبت یہ دونوں حضرات شیخ اور استاذ ہیں اور جب امام اعظم اور امام محمد کو ایک ساتھ ذکر کرتے ہیں تو 'طرفین' کہتے ہیں کیونکہ یہ دونوں حضرات امام ابو یوسف کی بہ نسبت طرف ہیں۔ امام ابو یوسف درمیانی حیثیت کے حامل ہیں کہ ایک طرف امام اعظم کے شاگرد ہیں، تو دوسری طرف امام محمد کے استاذ اور امام اعظم دونوں حضرات کے لحاظ سے استاذ ہی ہیں اور امام محمد دونوں حضرات کے لحاظ سے شاگرد ہی ہیں

[13] اور جو ان کے بعد میں [14] گروہ [15] ترجمہ: تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو بے حکم ہے (سجدہ / ۱۸) [16] یا ہم پرہیزگاروں کو شریر بے حکموں کے برابر ٹھہرادیں۔ (ص / ۲۸)

تو اب مفسدہ جب سے بہت اشد ہے [1] اس مصلحت قلیل سے روکنا کیوں نہ لازم ہوگا اور عورتوں کی قسمیں کیونکر چھانٹی جائیں گی۔ صلاح وفسادِ قلب، امرِ مضمر [2] ہے اور دعوے کیلئے سب کی زبان کشادہ اور محق و مُبطِل نامعلوم [3]، مع ہٰذا اصلاح سے فساد کی طرف [4] اِنقلاب کچھ دشوار نہیں، خصوصاً ہوا لگ کر، خصوصاً عورتوں کے دِل کے تَقَلُّب [5] کے لئے بہت آمادہ، وَلہٰذا [6]

اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا احمق ہے

رُوَیدک اَنجشۃ رفقا بِالقَوارِیر [7]

ارشاد ہوا کہ مرد کہ اپنے نفس پر اعتماد کرے احمق ہے، نہ کہ عورت، نفس تمام جہان سے بڑھ کر جھوٹا ہے، جب قسم کھلائے، حلف اٹھائے، نہ کہ جب خالی وعدوں پر اُمّید دِلائے۔

وَ مَا یعدُھم الشّیْطٰن اِلاَّ غُرورًا [8]

بالخصوص اب کہ قطعاً فساد غالب اور صلاح نادر [9] ہے اس صورت میں مفتی کو تفصیل کیونکہ جائز، یہ تفصیل [10] نہ ہوگی، بلکہ شیطان کو ڈھیل اور اس کی رسّی کی تطویل۔ [11]

امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

الفائز بھذا مع السلامۃ اقل قلیل فلا یبنی الفقہ باعتبارھم ولا یذکر حالھم قیدا فی الجواز لان شان النفوس الدعوی الکاذبۃ وانھا لأکذب ما یکون اذا حلفت فکیف اذا ادعت [12]

---

[1] اُس دَور سے اس موجودہ دور کی خرابیاں بہت زیادہ ہیں [2] دِل کی درستی اور خرابی پوشیدہ چیز ہے [3] یعنی کیا حق ہے اور کیا باطل ہے یہ معلوم نہیں [4] اس کے ساتھ اصلاح، درستگی سے خرابی کی طرف [5] انقلاب وتقلب، پلٹنا، پھر جانا [6] اور اسلئے [7] شیشیوں کے ساتھ نرمی کی خاطر انجشہ! سواریاں آہستہ چلاؤ [8] اور شیطان انہیں وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے (کنزالایمان، النساء، ۱۲۰) [9] خرابی بہت زیادہ اور اچھائی بہت کم [10] الگ الگ کرنا، فرق کرنا [11] لمبا کرنا [12] بسلامت اسے پانے اور کامیاب ہونے والے کم سے کم تر ہیں۔ تو فقہ کی بنیاد ان کے اعتبار پر نہ ہوگی، نہ ان کا حال قیدِ جواز بنا کر ذکر ہوگا۔ کیونکہ نفس کا کام ہی ہے جھوٹا دعویٰ کرنا اور یہ سب سے بڑا جھوٹا اس وقت ہوتا ہے جب قسم کھائے، تو جب یہ محض دعویٰ کرے اس وقت کیا حال ہوگا؟ (فتح القدیر جلد ۳ ص ۹۴ کتاب الحج مسائل منثورہ المقصد الثانی فی المجاورۃ مطبوعہ مکتبہ نوریہ سکھر) علامہ کمال الدّین ابن الہمام علیہ الرحمۃ کی عبارت 'حرم پاک میں سکونت' سے متعلق ہے: مکۂ مکرمہ میں نیکیوں کا اجر بے پناہ ہے مگر گناہوں کا وبال بھی بڑا سخت ہے۔ حرمِ پاک کی تعظیم وتوقیر اور ادب واحترام بھی واجب ہے اور کسی گناہ کا اِرادہ بھی خطرناک ہے ان سب کے پیشِ نظر علماء کو اس میں اختلاف ہوا کہ بیرونِ حرم کا آدمی اگر حرمِ پاک میں سکونت اختیار کرنا چاہے تو کیا حکم ہے؟ =

سادات ثلاثہ علامہ حلبی وعلامہ طحطاوی وعلامہ شامی فرماتے ہیں:

وھو وجیہ فینص علی الکراھۃ ویترک التقیید بالتوثیق [1]

نیک اور بد میں فرق مشکل ہے

منتقی شرح ملتقی میں ہے:

اما من کان بخلافھم فنادر فی ھذا الزمان فلا یفرد بحکم لحرج التمییز بین المصلح و المفسد [2]

= بعض شافعیہ نے بیان کیا کہ مستحب ہے۔ البتہ اگر گناہ میں پڑنے کا ظنِ غالب ہو تو نہیں۔ یہی امام ابو یوسف وامام محمد کا مذہب ہے امام اعظم اور امام مالک کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے صاحب فتح القدیر نے اقوال ائمہ وعلماء اور احادیث ثواب وعقاب لکھنے کے بعد فرمایا: ہاں اللہ کے کچھ نیک، برگزیدہ، مخلص بندے ایسے ہیں جو سکونتِ حرم کے اہل اور حسنات وصلوات کے اضافہ کی فضیلت اس احتیاط کے ساتھ حاصل کرنے والے ہیں کہ ان سے کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے ان کی نیکیاں برباد ہو جائیں، اس عبارت کے بعد فرمایا، مگر ایسے لوگ کم سے کمتر ہیں الخ۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا اس عبارت سے استدلال یہ ہے کہ فقہی احکام میں غالب واکثر کا لحاظ ہوتا ہے کیونکہ دل کی اچھائی یا برائی پوشیدہ چیز ہے اور نفس جو صلاح ونیکی اور خطرات کو بسلامت عبور کر لینے کا مدعی ہو سخت جھوٹا ہے [1] اور یہ کلام وجیہ اور عمدہ ہے تو صاف مکروہ ہونا کہا جائے گا اور اپنے اوپر اعتماد کی قید (لگا کر غیر مکروہ بتانا) چھوڑ دیا جائے گا۔ (رد المحتار ج۲ کتاب الحج باب الھدی مطلب فی المجاورۃ بالمدینہ المشرفہ ومکۃ المکرمۃ ص ۲۵ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت) صاحب الدر المختار علاء الدین محمد بن علی حصکفی نے فرمایا تھا، لا تکرہ المجاورۃ بالمدینۃ وکذا بمکۃ لمن یثق بنفسہ (الدر المختار ج۲ کتاب الحج فی آخر باب ص ۲۴ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت) مدینہ میں سکونت اختیار کرنا مکروہ نہیں، یوں ہی مکہ میں، اس کیلئے جو اپنے نفس پر بھروسہ رکھتا ہو، اسی عبارت کے پیش نظر در مختار کے تینوں محشی علماءِ سادات نے فتح القدیر کی مذکورہ بالا عبارت نقل کر کے فرمایا کہ جب نفس کا یہ حال ہے کہ تو اس کا کیا بھروسہ؟ لہٰذا سکونتِ حرم کو صاف صاف مکروہ کہا جائے گا۔ [2] ترجمہ: رہے وہ جوان کے برخلاف ہیں تو اس زمانے میں وہ نادر ہیں لہٰذا ان کیلئے کوئی الگ حکم نہ ہوگا کیونکہ یہ امتیاز کرنا دشوار ہے کہ مصلح کون ہے اور مفسد کون؟ (منتقی شرح الملتقی علی ھامش مجمع الانھر ج ۱ کتاب النکاح فصل نفقۃ الطفل الفقیر ص ۵۰۰ دار الاحیاء التراث العربی بیروت) یہ عبارت نفقۂ طالبِ علم سے متعلق ہے۔ باپ پر نادار نابالغ اولاد کا نفقہ واجب ہے۔ یوں ہی ان نابالغ اولاد کا جو کمانے سے عاجز ہوں اگر کوئی بالغ فرزند ایسا ہے جو کمانے پر قادر ہے مگر طلبِ علمِ دین میں مشغول ہے تو اس کا خرچ باپ پر واجب ہے یا نہیں؟ بعض نے کہا واجب ہے بعض نے کہا نہیں ہے۔ جن علماء نے واجب کہا انہوں نے یہ قید لگا دی ہے کہ وجوب اس صورت میں ہے جب طالبِ علم فرزند نیک سیرت اور واقعی 'طالبِ علم' ہو۔ ورنہ اس کا نفقہ باپ پر واجب نہیں۔ صاحب منیہ وقنیہ وصاحب منتقی فرماتے ہیں کہ اکثر طلبہ رشد وصلاح والے نہیں اور حکم اکثر ہی کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ لہٰذا مطلقاً کہا جائے گا کہ باپ پر طالب علم کا نفقہ واجب نہیں۔ فاضل بریلوی کا استدلال بس اتنے ہی سے ہے کہ حکم باعتبار اکثر ہوا کرتا ہے یہ کہ دورِ حاضر میں حکم کیا ہونا چاہئے تو راقم کے خیال سے اس میں تحقیق وتفصیل کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اب طلبہ کی کئی قسمیں اور مختلف حالتیں ہیں۔ یوں ہی اب علمِ دین کیلئے حالات زمانہ بھی مختلف ہیں۔

شرح لباب میں ہے

لوکانت الائمة فی زماننا و تحقق لھم شاننا لصرحوا بالحرمة [1]

عورتوں کیلئے زیارت قبور کی ممانعت

﴿۵﴾ زیارتِ قبور پہلے مطلقاً ممنوع [2] تھی، پھر اجازت فرمائی۔ علماء کو اختلاف ہوا کہ عورتیں بھی اس رخصت میں داخل ہوئیں یا نہیں۔ عورتوں کیلئے ممانعت میں حدیث: لعن اللّٰہ زوارات القبور [3]
سے قطع نظر کر کے تسلیم کیجئے کہ ہاں عورتوں کو بھی شامل ہوئی۔ مگر جس قدر اوّل کی [4] عورتوں کو جن میں حضور مساجد و جمعہ و عیدین کی اجازت بلکہ حکم تھا، جب زمانہ فساد آیا، اِن ضروری تاکید حاضریوں سے عورت کو ممانعت ہوگئی، تو اس سے یقیناً بدرجہ اولیٰ۔

اسی غنیہ کے اسی ص ۵۹۵ میں اسی آپ کی عبارت منقولہ سے پہلے اس کے متصل [5] ہے۔

ینبغی ان یکون التنزیہ مختصا بزمنہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم حیث کان یباح لھن الخروج للمساجد والاعیاد وغیر ذلک وان یکون فی زماننا للتحریم۔ اھ [6]

---

[1] ترجمہ: اگر ائمہ ہمارے زمانے میں ہوتے اور ہماری حالت کی انہیں تحقیق ہوجاتی تو وہ بھی صراحۃً حرام کہتے (شرح اللباب مع ارشاد الساری فصل اجمعوا اعلی... الخ ص ۳۵۲ دارالکتاب العربی بیروت) ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ ارشاد اِس جوارِ حرم کے مسئلے سے متعلق ہے۔ سکونت حرمین کے بارے میں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا مفصل عربی رسالہ صیقل الرین عن احکام مجاورۃ الحرمین دیکھنا چاہئے۔ یہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم میں شامل ہے۔ [2] بالکل منع [3] اللہ قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت کرے (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۶ کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور ص ۹۵ رقم الحدیث ۱۲۸۳ مطبوعہ دارالحدیث ملتان پاکستان) [4] یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک کی [5] ملا ہوا [6] ممانعت کا تنزیہی ہونا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے خاص ہونا چاہئے جبکہ عورتوں کیلئے مسجدوں، عیدین وغیرہ میں حاضر ہونا جائز تھا اور ہمارے زمانے میں تو مکروہ تحریمی (حرام کے قریب ہونا) ہونا مناسب ہے۔ (غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی المشھر بالحلبی الکبیر فصل فی الجنائز البحث الخامس ص ۵۹۴ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور)

نماز کیلئے عورتوں کا نکلنا مکروہ ہے تو قبرستان جانے کا کیا حال ہوگا

اس عینی جلد چہارم میں آپ کی عبارتِ منقولہ سے چند سطریں پہلے امام ابوعمر ہے۔

ولقد کرہ اکثر العلماء خروجھن الی الصلوات فکیف الی المقابر وما اظن سقوط فرض الجمعۃ علیھن الا دلیلا علی امساکھن عن الخروج فیما عداھا ؎۱

﴿٦﴾ حکمِ کتب میں توفیق ؎۲ بہت واضح ہے، جوازنفسِ مسئلہ کا فی ذاتہٖ حکم ہے ا ور ممانعت بوجہ عارضِ غالب تو فتویٰ نہ ہوگا، مگر منع مطلق پر، فقہ میں اس کے نظائر بکثرت ہیں کہ برعایت قیود حکمِ جواز اور اس کی تصحیح تک کتب میں مُصرّح اور نظر بحالِ زمانہ حکمِ علماء منع مطلقا ؎۳ [1] جیسے جوارِ حرم ؎۴، [2] و دخول زناں بحمّام ؎۵ و [3] نفقہ طالب علم ؎۶ ولعب شطرنج ؎۷ وغیرہا،

؎۱ اکثر علماء نے تو نمازوں کیلئے عورتوں کا نکلنا مکروہ رکھا، تو قبرستان کو جانے کا کیا حال ہوگا؟ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ عورتوں سے فرض جمعہ ساقط ہوجانا، اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں اس کے علاوہ سے بھی روکا جائے گا۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج٦ کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور ص ٩٥ رقم الحدیث ١٢٨٣ مطبوعہ دارالحدیث ملتان پاکستان) ؎۲ یہ ایک سوال کا جواب ہے کہ فقہ کی بعض کتابوں میں عورتوں کے لئے زیارت قبور کو جائز بتایا گیا ہے اور بعض میں ناجائز، تو دونوں میں مطابقت کیسے ہوگی؟ ایک عمدہ تطبیق تو ﴿١٢﴾ کے تحت آرہی ہے یہاں ﴿٦﴾ میں یہ فرمارہے ہیں کہ تطبیق اس طرح ہے کہ حالات وعوارض سے قطع نظر خود مسئلہ زیارت قبر کو دیکھئے تو زیارت عورت کے لئے بھی جائز ہے لیکن عورتوں کا اور زمانہ کے حالات وعوارض پر نظر کیجئے تو ناجائز ہے اور یہ عوارض ایسے ہیں جو اکثر وبیشتر پائے جاتے ہیں۔ شاذونادر ان سے محفوظ رہنے کی صورت ملتی ہوگی۔ لہٰذا فقہی حکم یہی ہوگا کہ عورتوں کیلئے (سوائے زیارت روضۂ انور کے دیگر) مزارات کی حاضری ناجائز ہے کیونکہ فقہ کا حکم اکثر ہی کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں کہ فقہی کتابوں میں خاص قیدوں کے ساتھ کسی امر کو جائز لکھا گیا اور اس حکم جواز کو اہل تصحیح نے بعد کی کتابوں میں صحیح ؤ درست بھی بتایا۔ مگر حالات زمانہ دیکھ کر علماء نے اس امر سے مطلقاً ممانعت فرمائی۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے یہاں اس کی چند مثالیں صراحۃً گنائی ہیں۔ ؎۳ اصل مسئلہ کا جائز ہونا اس کا اصل حکم ہے اور منع کرنا عارضی غالب وجہ سے تو فتویٰ مطلق منع کرنے پر ہی ہوگا فقہ کی کتاب میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں کہ قیدوں کی رعایت کرتے ہوئے جائز ہونے کا حکم اور اس کے صحیح ہونے کی بھی کتابوں میں وضاحت اور زمانہ کی حالت پر نظر کرتے ہوئے علماء کا منع کرنا مطلقاً (سب کو شامل) ہے ؎۴ جوارِ حرم، حرم پاک میں سکونت کا حکم، فتح القدیر کی عبارت سے گزرا کہ یہ اکثر لوگوں کے احوال کی بنیاد پر جائز ہے، کیونکہ عموماً زیادہ دن رہنے کے بعد حرم کی کماحقہٗ تعظیم وتوقیر نہ کرپائیں گے۔ غافل ہوکر خطا بھی کر بیٹھیں گے۔ نتیجۃً ثواب ضائع گناہ لازم اور ملاعلی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو یہ فرمایا کہ اگر ائمہ کرام ہمارے زمانے میں ہوتے اور ہمارا حال ان پر کھلتا تو وہ تمام حضرات بلا اختلاف سکونتِ حرم کو صاف صاف حرام کہتے۔ ؎۵ شہروں میں عام لوگوں کے نہانے کیلئے گرم پانی وغیرہ کے انتظام کے ساتھ مکانات بنے ہوتے ہیں۔ جنہیں حمام کہتے ہیں۔ انہیں حماموں میں عورتوں کا نہانا ناجائز کہا گیا، کیونکہ وہاں بے پردگی کا لازمی اندیشہ بلکہ اکثری وقوع ہے۔ یہاں بھی اکثر ہی کے لحاظ سے عام حکم کردیا گیا۔ اس بارے میں آگے درِّمختار کی عبارت ہے۔ ؎۶ نفقہ طالب علم۔ باپ پر بالغ طالب علم فرزند کا نفقہ واجب ہے یا نہیں؟ اس سے متعلق درِّمنتقی کی عبارت گزری، جس میں اکثر ہی کے حالات کی بنیاد پر حکم جاری کیا گیا ہے۔ ؎۷ شطرنج کھیلنا بعض لوگوں نے اس لحاظ سے اس کو جائز کہا کہ اس سے باریک بینی ودوراندیشی پیدا ہوتی ہے۔ =

اوّل وسوم [۱] کی عبارات گزریں، درمختار میں دربارہ دوم [۲] ہے۔

فی زماننا لا شک فی الکراھۃ [۳]

کافی وجامع الرموز وردّالمحتار میں دربارہ اخیر [۴] ہے۔

ھو حرام و کبیرۃ عندنا و فی اباحتہٖ اعانۃ الشیطان علی الاسلام و المسلمین [۵]

فقیہ کا حکم غالب کے اعتبار پر ہوتا ہے

﴿۷﴾ اس تقریر سے اس کا جواب واضح ہوگیا کہ اگر چہ ایسی عورت ہزاروں میں ایک ہو، جیسی ہزاروں میں ہزار ہوں جب بھی معتبر نہیں کہ حکمِ فقہ باعتبارِ غالب کے ہوتا ہے، نہ کہ ہزاروں میں ایک، یہیں سے بریانیوں کا حل کھل گیا، دس ہزار بریانیاں مردار مینڈھے، دنبے، بکرے کی ہوں اور ان میں دس ہزاران مذبوح [۶] جانوروں کی مختلط [۷] ہوں بیس ہزار حرام ہیں، یہاں تک کہ ان میں تحرّی [۸] کرکے جس کی طرف حلت [۹] کا خیال جمے، اسے کھانا بھی حرام نہ کہ دس ہزار میں ایک۔

= جنگی داؤں سیکھنے اور چلانے میں مددملتی ہے، یہ حکم بھی اس شرط وقید کے ساتھ کہ اس میں ہار جیت نہ ہو، کوئی نماز وقت سے مؤخر نہ ہو فحش گوئی اور کسی ممنوع چیز کا ارتکاب نہ ہو، ہمارے ائمہ کرام نے احادیث کریمہ اور حالات اکثر کے پیش نظر یہی حکم دیا کہ شطرنج کھیلنا مطلقاً حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ فاضل بریلوی قدس سرہ نے اس سے متعلق کافی، جامع الرموز اور ردّالمحتار کی عبارت پیش کی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ حکمِ فقہ باعتبارِ اکثر ہوتا ہے اور جہاں عورتوں کیلئے زیارتِ قبور کو جائز کہا گیا ہے تو اکثری حالات وعوارض کے پیش نظر نہیں بلکہ صرف اس پر نظر کرتے ہوئے کہ قبروں کی زیارت اچھی چیز ہے، دنیا سے بے رغبتی کرتی ہے، آخرت کو یاد دلاتی ہے، یہ بھی ان قیدوں کے ساتھ کہ بے صبری، آہ وزاری وغیرہ ممنوعات کا ارتکاب نہ کریں اور جہاں ناجائز کہا گیا تو زمانہ اور عورتوں کے عمومی حالات پر نظر کرتے ہوئے اور فقہی حکم اکثر ہی کے لحاظ سے ہوتا ہے فتویٰ اسی پر ہوگا کہ عورتوں کیلئے زیارت قبور کو جانا مطلقاً ناجائز ہے۔ [۱] پہلی اور تیسری [۲] دوسری یعنی دخول زناں بہ حمام کے بارے میں [۳] ہمارے زمانے میں اس کو مکروہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ (الدر المختار، ج۹ کتاب الاجارۃ باب الاجارۃ الفاسدۃ ص ۸۸ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت) [۴] آخری یعنی لعبِ شطرنج کے بارے میں (رد المحتار، ج۹ کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ فصل فی البیع ص ۶۵۰ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت) [۵] ہمارے نزدیک تو شطرنج کھیلنا حرام وگناہ کبیرہ ہے اوراسے جائز رکھنے سے شیطان کو اسلام اور مسلمان کے خلاف مدد دینا ہے [۶] شرعی طور پر ذبح کیے ہوئے [۷] ایک دوسرے سے ملا ہوا خلط ملط [۸] خوب غور وخوض [۹] حلال ہونے کا

دُرِّمختار میں ہے۔

تعتبر الغلبة فی اوان طاھرۃ ونجسۃ و ذکیۃ ومیتۃ فان الاغلب طاھراً تحری وبالعکس و السوآء لا [1]

ہاں! ایک حلال جدا ممتاز ہو تو کثرتِ حرام اسے اس پر کیا اثر، مگر یہاں [2] سن چکے، فساد و صلاح قلب مضمر، و تمیز متعذر نا مُیَسَّر دُرِّ منتقی کی عبارت ابھی گزری، پھر غلبہ فساد مُتَیَقَّنْ، تو قطعاً مطلقاً حکمِ ممانعت مُتَعَیَّنْ، جیسے وہ بیسوں ہزار بریانیاں سب حرام ہوئی۔ حالانکہ ان میں یقیناً دس ہزار حلال تھیں، یہی مسلک [3] علمائے کرام چلے۔

﴿۸﴾ عینی شرحِ بخاری جلد سوم کی عبارت آپ نے نقل کی، اس [5] میں نہ زنانِ مصر سے حکم خاص ہے نہ مُغَنِّیَہ ودلالہ کی تخصیص، اس میں سولہ صنف فساد زنان تو بیان کیں، جن میں دو یہ ہیں اور فرمایا اور اس کے سوا اور بہت سے اَصناف قواعد شریعت کے خلاف ہیں۔

---

[1] پاک و ناپاک برتنوں اور مردار و ذبح کیے ہوئے جانوروں میں غلبہ کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر اکثر پاک ہوں تو تحرّی کرے اور جدھر دل جمے کہ یہ پاک ہے اسے استعمال کرے، لیکن اگر اکثر ناپاک ہوں یا دونوں برابر ہوں تو تحری نہ کرے کیونکہ ان دونوں صورتوں میں سب ناپاک قرار دیے جائیں گے۔ (الدر المختار ج ۹ کتاب الحظر والاباحۃ ص ۵۷۳ مطبوعۃ دارالمعرفۃ بیروت) [2] یہاں یہ حال نہیں کہ کسی ایک کا اندیشہ فتنہ سے مامون و محفوظ ہونا قطعی طور پر معلوم ہو، یہاں تو ساری عورتوں کے بارے میں کلام ہے۔ کس کے دل میں کیا ہے کچھ پتہ نہیں۔ دل کی اچھائی، برائی تو پوشیدہ چیز ہے اور امتیاز مشکل و دشوار، تو یہاں اس چیز پر قیاس کیسے ہوسکتا ہے جس کا الگ ممتاز طور پر حلال ہونا مطلقاً معلوم ہے۔ پھر جب اکثر عورتوں میں فساد و خرابی کا ہونا یقینی ہے، تو اصولِ شریعت کے مطابق ممانعت ہی متعین ہے جیسے دس ہزار بریانیوں میں دس ہزار ناپاک بریانیاں مل جائیں اور پتہ نہ چلے کہ کون پاک ہے، کون ناپاک، تو بیسوں ہزار حرام ہیں [3] طریقہ، راستہ [4] فاضل سائل نے علامہ محمود عینی حنفی کی کتاب عمدۃ القاری شرح بخاری کی ایک عبارت نقل کر کے یہ استدلال کرنا چاہا تھا کہ ممانعت صرف ان فاسقہ عورتوں کیلئے ہے سب کیلئے نہیں۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اس کے جواب میں فرمارہے ہیں کہ عینی میں ممانعت فاسقہ عورتوں کے ساتھ خاص نہیں کی ہے۔ اپنی نقل کی ہوئی عبارت سے ایک صفحہ پہلے دیکھئے جہاں انہوں نے حکم مسئلہ بیان کیا ہے وہاں سبھی عورتوں کیلئے ممانعت لکھی ہے اور بتایا ہے کہ ممانعت کی وجہ یہی فتنے کا 'اندیشہ' ہے۔ یہ نہیں کہ بدکاری و فتنہ واقع ہو، جبھی ممانعت ہو اور آپ نے علامہ عینی کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں تو فساد و خرابی کے لحاظ سے عورتوں کی سولہ قسموں کا بیان ہے جن میں دو مُغَنِّیَہ (گانے والی) اور دلّالہ (درمیانی بن کر دو میں برائی یا برائی کا رابطہ پیدا کرنے والی) ہیں۔ پھر بیان کیا کہ ان کے علاوہ اور بھی خلاف شرع قسمیں ہیں۔ آپ کی منقولہ عبارت میں یہ کہاں ہے کہ ممانعت صرف ان ہی فتنہ گر اور فساد والی عورتوں کیلئے خاص ہے؟

حنفی علماء نے حکم مطلق رکھا ہے نہ کہ فساد فتنہ برپا کرنے والی عورتوں کے ساتھ خاص

اور بتایا کہ امّ المؤمنین اپنے ہی زمانہ کی عورتوں کو فرماتی ہیں کہ ان میں بعض امور حادث [1] ہوئے، کاش ان حادثات کو دیکھتیں کہ جب ان کا ہزارواں حصّہ نہ تھے۔ اپنی عبارت منقولہ سے ایک ہی ورق پہلے دیکھیے، جہاں انہوں نے ائمہ حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب نقل فرمایا ہے کہ حکم مطلق رکھا ہے، نہ کہ زنانِ فتنہ گر [2] سے خاص، اور اس کی علت خوف فتنہ [3] بتائی ہے نہ کہ خاص وقوع [4]، یہی بعینہٖ نص ہدایہ ہے۔ [5]

یکرہ لهن حضور الجماعات یعنی الشواب منهن لما فیه من خوف الفتنة [6]

ہاں! جن سے وقوع ہو رہا ہے، جیسے زنانِ مصران کے لئے حرام بدرجۂ اولیٰ بتایا کہ جب خوفِ فتنہ پر ہمارے ائمہ مطلقاً حکم حرمت فرما چکے تو جہاں فتنے پورے ہیں وہاں کا ذکر کیا۔

عورتوں کی جماعت میں شمولیت مکروہ ہے

عبارت عینی یہ ہے:

قال صاحب الهدایة یکره لهن حضور الجماعات قالت شراح: [7] ویعنی الشواب منهن وقوله الجماعات یتناول الجمع والاعیاد والکسوف والاستسقاء وعن الشافعی یباح لهن الخروج قال اصحابنا لان فی خروجهن خوف الفتنة وهو سبب للحرام وما یفضی الی الحرام حرام فعلی هذا قولهم یکره مرادهم یحرم لا سیما فی هذا الزمان لشیوع الفساد فی اهله [8]

---

[1] نئے کام جو پیدا ہوئے یعنی زیب و زینت اور بے پردگی وغیرہ [2] فتنہ پیدا کرنے والی عورتیں [3] وجہ، فتنہ کا خوف [4] واقع ہونا [5] اسی طرح واضح بات ہدایہ کی ہے [6] عورتوں کیلئے جماعت کی حاضری مکروہ ہے، یعنی جوان عورتوں کیلئے کیونکہ اس میں فتنے کا اندیشہ ہے (الهدایه اولین کتاب الصلوٰة باب الامامة ص۱۰۵ مطبوعة ضیاء القرآن پبلی کیشنز پاکستان) [7] یہاں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اقول لا بل هو نفس نص الهدایة کما سمعت منه غفرله ترجمہ: میں کہتا ہوں یہ بعض شارحین کا قول نہیں، بلکہ ہدایہ ہی کی عبارت ہے جیسا کہ سن چکے [8] صاحب ہدایہ نے فرمایا، عورتوں کیلئے 'جماعتوں' کی حاضری مکروہ ہے، اس پر بعض شارحین نے کہا یعنی جوان عورتوں کیلئے، مصنف کا قول 'جماعتوں' جمعہ، عیدین، کسوف یعنی سورج گہن کی نماز اور استسقاء یعنی طلب بارش کیلئے نماز و دعا سب کو شامل ہے، امام شافعی سے مروی ہے کہ عورتوں کیلئے جماعت میں آنا جائز ہے، ہمارے لوگوں نے کراہت کی دلیل یہ دی ہے کہ عورتوں کیلئے نکلنے میں فتنے کا اندیشہ ہے اور =

پھر اسی صفحہ پر عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جمعہ کے دن عورتوں کو کنکریاں مار کر مسجد سے نکالنا اور امامِ اجل [1] ابراہیم نخعی تابعی کا اپنے یہاں کی مستورات کو جمعہ و جماعت میں نہ جانے دینا ذکر کیا کما تقدم عنایہ [2] سے گزرا کہ امیر المؤمنین فاروق اعظم نے عورتوں کو حضور مسجد سے منع فرمایا۔

عورتوں کیلئے زیارت قبور کی ممانعت اہم ہے

کیا مدینہ طیبہ کی وہ بیبیاں کہ صحابیات و تابعیات تھیں اور ان امامِ اجل تابعی کی مستورات معاذ اللہ فتنہ گر و اہلِ فساد تھیں؟ حاشا، ہرگز نہیں، یا للعجب! [3]

اگر صحابہ و تابعین کرام کو بھی کہا جائے، کہ سب کو ایک لکڑی ہانکا، اور متقین [4] و فجار کا فرق نہ کیا۔ حاشا ثم حاشا ہم [5]، تو ثابت ہوا منع عام ہے، صرف فاسقات سے خاص نہیں اور ان کا خصوصاً ذکر فرما کر زنانِ مصر کے خصائص [6] گنانا اس لئے ہے کہ ان پر بدرجۂ اولیٰ حرام ہے، نہ کہ فقط فتنہ اٹھانے والیوں کو ممانعت ہے، یا وہ بھی صرف مُغَنِّیہ و دلالہ کو۔

﴿۹﴾ اسی نے آپ کی منقولہ عبارت عینی جلد چہارم کا مطلب واضح کر دیا، کہ حکم یہ بیان فرمایا کہ اب زیارتِ قبور عورتوں کو مکروہ ہی نہیں، بلکہ حرام ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ ویسی کو حرام ہے، ایسی کو حلال ہے، ویسی کو تو پہلے بھی حرام تھا، اِس زمانہ کی کیا تخصیص، آگے فرمایا، 'خصوصاً زنانِ مصر' اور اس کی تعلیل [7] کی، کہ ان کا خروج [8] بروجہ فتنہ ہے۔ یہ وہی تحریم کی وجہ ہے، نہ کہ حکم وقوع فتنہ سے خاص، اور فتنہ گر عورتوں سے مخصوص، ہاں! یہ مسلک شافعیہ کا ہے ابھی امام عینی سے سن چکے کہ عن الشافعي يباح لهن الخروج [9] ولہذا کرمانی پھر عسقلانی پھر قسطلانی کہ سب شافعیہ ہیں، شروح بخاری میں اس طرح گئے۔ کرمانی نے قول امام تیمی کہ 'اس حدیث میں فسادِ بعض زنان کے سبب سے عورتوں کی ممانعت پر دلیل ہے' نقل کر کے کہا۔

قلت الذی يعوّل عليه ما قلناه ولم يحدث الفساد في الكل [10]

= یہ نکلنا حرام کا سبب ہے اور جو کام حرام تک پہنچانے والا ہو وہ حرام ہی ہے۔ اس کے پیش نظر مکروہ سے ہمارے علماء کی مراد 'حرام' ہے خاص کر اس زمانے میں، اس لئے کہ اب اہل زمانہ میں فساد اور برائی عام ہے (عمدة القاری شرح صحیح بخاری ج۴ کتاب الاذان باب خروج النساء الى المساجد رقم الحدیث ۸۶۴ دار الحدیث ملتان پاکستان) [1] بہت بڑے، جلیل القدر [2] جیسا کہ پیچھے کتاب عنایہ کے حوالے سے گزرا [3] اے عجیب بات کہنے والے [4] پرہیزگاروں اور فاجروں، بدعملوں کا [5] ہرگز ہرگز وہ ایسے نہیں [6] مصر کی عورتوں کی خصلتیں [7] سبب بیان کیا [8] نکلنا [9] عمدة القاری شرح صحیح البخاری ج۴ کتاب الایمان باب خروج النساء الی المساجد باللیل والغلس ص ۴۲۶ مطبوعہ دار الحدیث ملتان پاکستان [10] میں نے کہا: معتمد وہی ہے جو ہم نے بیان کیا، سب عورتوں میں خرابی نہیں پیدا ہوئی ہے۔ (عمدة القاری شرح صحیح بخاری ج۴ کتاب الاذان باب انتظار الناس قیام الامام العالم ص ۲۵۰ رقم الحدیث ۸۶۹ دار الحدیث ملتان پاکستان)

ان کے اِس خیال سے دو [1] شافی جواب گزرے اور تیسرا [2] سب سے اعلیٰ باذنہٖ تعالیٰ [3] عنقریب آتا ہے، امام عینی نے یہاں اس سے تعرض نہ فرمایا [4]، کہ اسی حدیث کے نیچے ڈیڑھ ہی ورق پہلے اپنے مذہب اور اپنے ائمہ کا ارشاد بتا چکے۔

زیارت قبور کی عورتوں کو اس وقت اجازت تھی جب مسجد میں ان کا جانا مُباح تھا

﴿۱۰﴾ عبارتِ غنیۃ کہ آپ نے نقل کی اس سے اوپر کی سطر دیکھئے کہ اجازت اس وقت تھی جب انہیں مسجدوں میں جانا مُباح تھا۔ اب مسجدوں کی ممانعت دیکھئے سب کو ہے یا زنانِ فتنہ گر کو؟ اس کے سات سطر بعد کی عبارت دیکھئے۔

یعضده المعنی الحادث با ختلاف الزمان الذی بسببه کره لهن حضور الجمع و الجماعات الذی اشارت الیه عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها بقولها لو ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم رأی ما احدث النساء بعده لمنعهن کما منعت نساء بنی اسرائیل و اذا قالت عائشه رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها هذا عن نساء زمانها فما ظنک بنساء زماننا [5]

---

[1] ایک جواب تو یہ کہ دِل کی صلاح وفساد پوشیدہ چیز ہے۔ کیا پتہ کس کے دل میں صلاح و درستی ہے، فساد نہیں اور کس میں فساد وخرابی ہے صلاح نہیں۔ دوسرا جواب یہ کہ حضرت عمر فاروق، حضور عبداللہ بن عمر اور یک جلیل القدر تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے زمانہ اور اپنے گھر کی عورتوں کو روکا۔ جب دورِ صحابہ اور تابعین میں حالت بدل گئی اور عورتوں کو روکا گیا تو کیا اس زمانے کی عورتیں ان زمانوں کی خواتین سے بہتر ہیں کہ ان کا اندیشہ تھا، ان سے اندیشہ نہیں۔ جب وہ روکی گئیں تو انہیں بدرجۂ اولیٰ روکا جائے گا۔ [2] تیسرا جواب یہ آرہا ہے کہ ہم نے مانا کہ عورت نیک و پارسا ہے، اس سے اندیشہ فتنہ نہیں، مگر فتنہ یہیں تک محدود نہیں فتنہ ایک اور ہے جو اس سے بھی سخت ہے۔ فاسقوں بدکاروں کی طرف سے عورت پر فتنے کا اندیشہ ہے۔ (جیسا کہ اس زمانے میں بھی تجربہ روز مرہ ہے) یہاں عورت کی نیکی و پارسائی کیا کام دے گی؟ اس فتنہ کا کیا علاج؟ بہر حال عورت سے اندیشہ ہو یا عورت پر اندیشہ ہو، دونوں خطرناک ہیں۔ لہٰذا ممانعت ضرور ہوگی۔ کاش! اگر عورتیں احکام اسلام پر عمل پیرا ہو کر اندرون خانہ رہ کر اپنی پاک دامنی محفوظ رکھتیں تو بدمعاشوں، آوارہ گردوں کو عصمت دری اور ظلم وستم کے یہ مواقع فراہم نہ ہوتے جن پر آج بارہا احتجاج ہورہا ہے اور کوئی حل نظر نہیں آتا۔ خود عورتیں اپنے آپ کو اسلامی شریعت کے دائرے میں رکھیں تو بڑی حد تک امان اور بہت سے فتنوں کا سدِّ باب ہو جائے۔ ورنہ اسلامی شریعت کے احکام ٹھکرانے کا انجام اور بھی افسوسناک ہوسکتا ہے۔ خدا ہدایت دے اور حفاظت فرمائے۔ آمین [3] اللہ تعالیٰ کے حکم سے (یہ محاورہ کے طور پر استعمال ہوا قرآن وحدیث کی بات نہیں) [4] التفات نہ فرمایا [5] اس کی تائید تبدیلی زمانہ سے پیدا ہونے والا معنیٰ کررہا ہے، جس کے سبب عورتوں کیلئے جمعہ و جماعت کی حاضری مکروہ ہوئی، جس کی طرف حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے اس فرمان سے اشارہ کیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ حالت دیکھتے جو عورتوں نے ان کے بعد پیدا کرلی ہے تو انہیں روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئیں جب عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے زمانے کی عورتوں کے بارے میں یہ فرمارہی ہیں تو ہمارے زمانے کی عورتوں کا کیا حال ہوگا؟ (غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی المشتهر بالحلبی الکبیر فصل فی الجنائز البحث الخامس ص ۵۹۴ مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور پاکستان)

دیکھئے اس منعِ مساجد سے سند لی [۱] جس کا حکم تو لما فی خروجھن من الفساد سے فسادِ بعض ہی مراد اور اسی سے منعِ مُستفاد، نہ کہ صرف فساد والیوں پر قصر ارشاد [۲]

قبروں پر جانے والی عورت مُستحقِّ لَعنت ہے

﴿۱۱﴾ غنیہ نے اِن دونوں عبارتوں کے بیچ میں آپ کی عبارت منقول کردہ متصل بحوالہ تاتارخانیہ تتمہ شعبی سے جو کچھ نقل فرمایا، وہ بھی ملاحظہ ہو۔

سئل القاضی عن جواز خروج النساء الی المقابر قال لا یسئل عن الجواز و الفساد فی مثل ھذا و انما یسئل عن مقدار ما یلحقھا من اللعن فیھا و اعلم انھا کلما قصدت لخروج کانت فی لعنة اللّٰہ و ملائکة و اذا خرجت تحفھا الشیاطین من کل جانب و اذا اتت القبور یلعنھا روح المیت و اذا رجعت کانت فی لعنة اللّٰہ [۳]

ملاحظہ ہو اِستفتاء، کیا خاص فاسقات کے بارے میں تھا؟ مطلق عورتوں کے قبروں کو جانے کا سوال تھا! اس کا یہ جواب ملا، اس جواب میں کہیں فاسقات کی تخصیص ہے؟ غرض یہ تمام عبارات جن سے آپ نے استدلال فرمایا، آپ کی نقیض مدعا میں نص [۴] ہیں۔

---

[۱] فاضل سائل نے غنیۃ المستملی کی عبارت نقل کر کے اس سے بھی اِستدلال کرنا چاہا تھا۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے سائل کو اس سے آگے پیچھے کی عبارت دکھائی اور بتایا کہ صاحب غنیۃ نے اس وقت کی اجازت بیان کی ہے جب عورتوں کیلئے مسجدوں کی حاضری جائز تھی مگر اپنے زمانے کیلئے تو وہ بھی عورتوں کا زیارت قبر کو جانا، ناجائز مانتے ہیں اور دلیل میں یہی پیش کرتے ہیں کہ عورتوں کو مسجدوں کی حاضری سے ممانعت ہوئی تو قبروں کی حاضری سے بھی ممانعت ہوگی۔ اب دیکھئے کہ مساجد کی حاضری سے ممانعت سب کیلئے ہے یا بعض کیلئے؟ جب مسجدوں کی حاضری سے ممانعت سب کیلئے ہے تو قبروں کی حاضری سے ممانعت بھی سب کیلئے ہوگی۔ اب آپ اپنی منقولہ عبارت پر غور کیجئے۔ عبارت ہے لما فی خروجھن من الفساد (کیونکہ ان عورتوں کے نکلنے میں خرابی ہے) ظاہر ہے کہ یہ فساد وخرابی دنیا کی تمام عورتوں میں نہیں، صرف بعض میں ہے۔ تو معلوم ہوا کہ صاحب غنیۃ فسادِ بعض ہی کے سبب سب کی حاضری کو ممنوع بتارہے ہیں کیونکہ انہوں نے ممانعت مسجد سے استدلال کیا ہے جو سب کیلئے ہے۔ تو یہ حاضریٔ قبر کی ممانعت بھی سب کیلئے ہوگی ایسا نہیں کہ ان کا ارشاد صرف فساد والیوں پر محدود ہے [۲] سب کو منع کرنے کا فائدہ حاصل ہوا، نہ کہ صرف فساد والیوں پر ان کا ارشاد محدود ہے [۳] یعنی امام قاضی سے سوال ہوا کہ عورتوں کا مقابر کو جانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا ایسی جگہ جواز اور فساد نہیں پوچھتے، یہ پوچھو کہ اس میں عورت پر کتنی لعنت پڑتی ہے، جب گھر سے قبروں کی طرف چلنے کا اِرادہ کرتی ہے اللہ اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے، جب گھر سے باہر نکلتی ہے سب طرفوں سے شیاطین اسے گھیر لیتے ہیں، جب قبر تک پہنچتی ہے میت کی روح اس پر لعنت کرتی ہے، جب واپس آتی ہے، اللہ کی لعنت میں ہوتی ہے۔ (غنیة المستملی المشتھر بحلبی الکبیر فصل فی الجنائز البحث الخامس ص ۵۹۴ مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور پاکستان) [۴] آپ کے دعوٰی کی مخالفت میں دلیل ہیں

﴿۱۲﴾ یہاں ایک نکتہ اور ہے، جس سے عورتوں کی قسمیں بنانے، ان کی صلاح وفساد پر نظر کرنے کے کوئی معنی ہی نہیں رہتے اور قطعاً حکم سب کو عام ہوجاتا ہے، اگرچہ کیسی صالحہ پارسا ہو۔ فتنہ وہی نہیں کہ عورت کے دل سے پیدا ہو، وہ بھی ہے اور سخت تر ہے، جس سے فساق سے عورت پر اندیشہ ہو یہاں عورت کی صَلاح ١ کیا کام دے گی؟

حضرت زبیر نے اپنی زوجہ کو مسجد نبوی میں جانے سے روک دیا

حضرت سیّدنا زبیر بن العوام رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی زوجہ مقدسہ، صالحہ، عابدہ، زاہدہ، تقیہ، نقیہ ٢ حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو اس معنیٰ پر عملی طور سے مُتنبّہ ٣ کر کے حاضری مسجد کریم مدینہ طیبہ سے باز رکھا، ان پاک بی بی کو مسجد کریم سے عشق تھا، پہلے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نکاح میں آئیں، قبل نکاح امیر المؤمنین سے شرط کرالی کہ مجھے مسجد سے نہ روکیں۔ اس زمانہ خیر میں عورتوں کو ممانعت قطعی جزمی ٤ نہ تھی، جس کے سبب بیبیوں سے حاضری مسجد اور گاہ گاہ ٥ زیارتِ بعض مزارات بھی منقول، صحیحین میں حضرت اُمِّ عطیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے۔

نھینا عن اتباع الجنائز و لم یعزم علینا ٦

اسی پر غنیۃ کی اس عبارت میں فرمایا کہ یہ اس وقت تھا جب حاضری مسجد انہیں جائز تھی۔ اب حرام اور قطعی ممنوع ہے غرض اس وجہ سے امیر المؤمنین نے ان کی شرط قبول فرمالی، پھر بھی چاہتے یہی تھے کہ یہ مسجد نہ جائیں۔ یہ کہتیں آپ منع فرمادیں میں نہ جاؤں گی امیر المؤمنین بہ پابندیٔ شرط ٧ منع نہ فرماتے، امیر المؤمنین کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نکاح ہوا، منع فرماتے وہ نہ مانتیں ایک روز انہوں نے یہ تدبیر کی کہ عشاء کے وقت اندھیری رات میں ان کے جانے سے پہلے راہ میں کسی دروازے میں چھپ رہے، جب یہ آئیں، اس دروازے سے آگے بڑھی تھیں کہ انہوں نے نکل کر پیچھے سے ان کے سرِ مبارک پر ہاتھ مارا اور چھپ رہے، حضرت عاتکہ نے کہا، ان للّٰہ فسد الناس ٨ یہ فرما کر مکان کو واپس آئیں اور پھر جنازہ ہی نکلا۔ تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انہیں یہ تنبیہ فرمائی کہ عورت کیسی ہی صالحہ ہو، اس کی طرف سے اندیشہ نہ سہی فاسق مردوں کی طرف سے اس پر خوف کا کیا علاج؟

---

١ اچھائی ٢ متقی وپرہیزگار ٣ خبردار ٤ مکمل طور پر، سختی سے ٥ کبھی کبھار ٦ ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے منع فرمایا گیا، مگر قطعی ممانعت نہ تھی (صحیح البخاری ج ١ کتاب الجنائز باب اتباع النساء الجنازۃ ص ١٧٠ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی پاکستان)

٧ شرط کی پابندی کرتے ہوئے ٨ ہم اللہ کیلئے ہیں، لوگوں میں فساد آگیا (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ج٨ کتاب النساء حرف العین عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل العدویہ ص ٢٢٨ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

یہ ممانعت رَفعِ شر کیلئے ہے

اب یہ سب کوایک پھانسی پر لٹکاناہوا، یامقدّس پاک دامنوں کی عزّت کوشریروں کے شَر سے بچانا؟ ہمارے ائمہ نے دونوں علّتیں ارشادفرمائیں۔ارشادہدایہ لما فیہ من خوف الفتنۃ [۱] دونوں کوشامل ہے،عورت سے خوف ہو،یاعورت پر خوف ہو،اورآگے علت دوم کی تصریح [۲] فرمائی کہ

لا باس للعجوز ان تخرج فی الفجر و المغرب و العشاء قا لا یخرجن فی الصلوات کلھا لا نہ لا فتنۃ لقلۃ الرغبۃ الیھا ولہ ان فرط الشبق حامل فتقع الفتنۃ غیران الفساق انتشا رھم فی الظھر و العصر و الجمعۃ [۳]

غلبۂ فساد کے پیش نظر جماعت میں عورت کی شرکت منع ہے

محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا

بالنظر الی التعلیل المذکور منعت غیر المزنیۃ ایضا لغلبۃ الفساق ولیلاوان کان النص یبیحہ لان الفساق فی زمانناا کثر انتشا رھم وتعرضھم باللیل ... عمم المتا خرون المنع للعجائز والشواب فی الصلات کلھا لغلبۃ الفساد فی سائر الاوقات [۴]

---

[۱] اسلئے کہ اس میں فتنے کااندیشہ ہے (الھدایۃ اولین کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ص۱۰۵ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز پاکستان)

[۲] دوسری وجہ کی وضاحت [۳] فجر،مغرب اورعشاء کے اندر بڑھیا کوآنے میں حرج نہیں اورامام ابویوسف وامام محمد کہتے ہیں کہ بڑھیا تمام نمازوں میں حاضر ہو،اس لئے کہ اس کے نکلنے میں فتنہ نہیں کیونکہ اس کی طرف رغبت کم ہوتی ہے،امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ فاسقوں کی زیادتی شہوت یہاں اُبھارتی ہے تو فتنہ واقع ہوجائے گا۔ہاں یہ کہ فساق واوباش ظہر،عصراور جمعہ کے اوقات میں اِدھراُدھر پھیلے رہتے ہیں ان ہی اوقات میں بڑھیا کیلئے ممانعت ہوئی [۴] دلیل مذکور کے پیش نظرایسی عورت کوبھی روکا گیا جوخود بدکارنہیں،کیونکہ بدمعاشوں کاغلبہ ہےاوررات کوبھی ممانعت ہے اگرنصِ امام سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے،اس لئے کہ ہمارے زمانے میں فاسقوں بدکاروں کی چلت پھرت اور چھیڑ چھاڑ زیادہ تر رات ہی کوہوتی ہےاور بعد کے علماء نے توبوڑھیوں،جوانوں سب کیلئے تمام نمازوں میں عام ممانعت کردی ہے،کیونکہ اب تمام اوقات میں فسادوخرابی کاغلبہ ہے۔ (فتح القدیر ج۱ کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص ۳۱۷ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

اس مضمون کی عبارات جمع کی جائیں تو ایک کتاب ہو، خود اسی عمدۃ القاری جلد سوم میں اپنی عبارت منقولہ سے سو اصفحہ پہلے دیکھئے۔

فیہ (ای فی الحدیث) انہ ینبغی (ای للزوج) ان یأذن لھا ولا یمنعھا مما فیہ منفعتھا وذل اذالم یخف الفتنۃ علیھا ولا بھا وقد کان ھو الاغلب فی ذلک الزمان بخلاف زماننا ھذا فان الفساد فیہ فاش والمفسدون کثیرون وحدیث عائشۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا یدل علی ھذا [1]

زیارت قبور عورتوں کیلئے حرام ھے

اس کی جلد چہارم کا مطلب واضح کر دیا کہ حکم کیا بیان فرمایا یہ کہ اب زیارت قبور عورتوں کو مکروہ ہی نہیں، بلکہ حرام ہے، یہ نہ فرمایا کہ ویسی کو حرام ہے، ایسی کو حلال ہے، ویسی کو تو پہلے بھی حرام تھا، اس زمانہ کی کیا تخصیص؟

آگے فرمایا 'خصوصا زنانِ مصر' اور اس کی تعلیل کی [2] کہ ان کا خروج بروجہ فتنہ ہے، یہ اَوۡلَوِیَّتِ تحریم کی وجہ [3] ہے۔ نہ کہ حکم وقوع فتنہ سے خاص اور فتنہ گر عورتوں سے مخصوص، ہاں! یہ مسلک شافعیوں کا ہے۔ ابھی امام عینی سے سن چکے کہ عن الشافعی یباح لھن الخروج [4] ولہٰذا کرمانی، پھر عسقلانی، پھر قسطلانی کہ سب شافعیہ ہیں، شروح بخاری میں اس طرف گئے، کرمانی نے قول امام تیمی کہ 'فسادِ بعض زنان کے سبب سب عورتوں کو ممانعت پر دلیل ہے' نقل کر کے کہا۔

قلت الذی یعول علیہ ما قلناہ ولم یحدث الفساد فی الکل [5]

جلد چہارم میں ابوعمران ابن عبدالبر سے دیکھئے۔

أما الشواب فلا یؤمن من الفتنۃ علیھن و بھن حیث خرجن ولا شیئ للمرأۃ احسن من لزوم قعر بیتھا [6]

---

[1] حدیث میں ہے کہ شوہر کو چاہئے کہ عورت کو اجازت دے دے اور اسے ایسے کام سے نہ روکے جس میں اس کا فائدہ ہے۔ یہ حکم اس حالت میں ہے جبکہ عورت سے اور عورت کے فتنے کا اندیشہ نہ ہو اور سرکار کے مبارک زمانے میں ایسا ہی تھا، بخلاف ہمارے زمانہ کے کہ اس میں بُرائی پھیلی ہوئی ہے اور مفسدین بد عمل زیادہ ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث بھی اس کا پتہ دے رہی ہے (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج ۴ کتاب الاذان باب خروج النساء الی المساجد ص ۲۴۷ رقم الحدیث ۸۶۵ مطبوعہ دار الحدیث ملتان پاکستان) [2] وجہ بیان کی [3] حرام ہونے کی اصل وجہ [4] امام شافعی سے روایت ہے کہ ان (عورتوں) کا نکلنا جائز تھا [5] میں کہتا ہوں: قابل اعتماد وہی ہے، جو ہم نے بیان کیا، سب عورتوں میں تو خرابی نہیں آئی ہے [6] رہیں جوان عورتیں تو ان پر اور ان سے فتنہ واقع ہو جانے سے بے خوفی نہیں، یہ جہاں بھی نکلیں، عورت کیلئے اپنے گھر کی تہ اختیار کرنے سے بہتر کوئی چیز نہیں (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج ۶ کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور ص ۹۵ رقم الحدیث ۱۲۸۳ مطبوعہ دار الحدیث ملتان پاکستان)

الحمدللہ! اب تو وضوح حق [1] میں کچھ کمی نہ رہی۔

شوہر صرف چند مقامات کیلئے عورت کو اجازت دے

﴿۱۳﴾ یہاں ایک ذرا یہ بھی دیکھ لیجئے کہ ہمارے علماء کرام نے خروجِ زن [2] کے چند مواضع [3] گنائے جن کا بیان ہمارے رسالہ مروج النجا لخروج النساء [4] میں ہے اور صاف فرمادیا کہ ان کے سوا میں اجازت نہیں اور اگر شوہر اذن دے گا تو دونوں گنہگار ہوں گے۔

درمختار میں ہے۔

لا تخرج الا لحق لها او عليها او لزيارة ابويها كل جمعة مرة او المحارم كل سنة و لكونها قابلة او غاسلة لا فيما عدا ذلك و ان اذن كانا عاصيين [5]

نوازل امام فقیہ ابو اللیث وفتاوی خلاصہ وفتح القدیر وغیرہا میں ہے۔

يجوز للزوج ان ياذن لها بالخروج الى سبعة مواضع اذا استاذنته زيارة الابوين و عيادتها و تعزيتهما او احدهما و زيارة المحارم فان كانت قابلة او غسالة او كان لها على اخر حق او كان لاخر عليها حق تخرج بالاذن و بغير الاذن و الحج على هذا و فيما عدا ذلك من زيارة الاجانب و عيادتهم و الوليمة لا ياذن لها و لا بخرج و لواذن و خرجت كانا عاصيين [6]

ملاحظہ ہو ان میں کہیں زیارت قبور کا بھی استثناء [7] کیا؟ ………… کیا یہ استثناء کسی معتمد [8] کتاب میں مل سکتا ہے؟

---

[1] حق کے ظاہر ہونے میں [2] عورت کے باہر نکلنے [3] جگہیں، مواقع [4] یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور جلد ۲۲ میں موجود ہے [5] عورت نہ نکلے مگر اپنے لئے یا اپنے اور کسی حق کے سبب یا ہر ہفتہ میں ایک بار والدین کی ملاقات کیلئے یا سال میں ایک بار دیگر محارم کی ملاقات کیلئے اور دایہ یا نہلانے والی ہونے کے سبب، ان کے علاوہ صورتوں میں نہ نکلے اور اگر شوہر نے اجازت دے دی تو دونوں گنہگار ہوں گے (الدر المختار ج ۴ کتاب النکاح باب المھر فی شرح زیارۃ اھلھا بلا اذنہ مالم تقبضہ ص ۲۸۶ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت) [6] شوہر کیلئے جائز ہے کہ عورت کو سات مقامات میں نکلنے کی اجازت دے (i) ماں باپ دونوں یا کسی ایک کی ملاقات (ii) ان کی عیادت (iii) ان کی تعزیت (iv) محارم کی ملاقات (v) اگر دایہ ہو (vi) یا مُردہ کو نہلانے والی ہو (vii) یا اس کا کسی دوسرے پر حق ہو یا دوسرے کا اس پر حق، تو ان آخری تین صورتوں میں اجازت لیکر اور بلا اجازت بھی نکلے گی۔ حج بھی اسی حکم میں ہے۔ ان صورتوں کے علاوہ اجنبیوں کی ملاقات ان کی عیادت اور دعوت ولیمہ کیلئے شوہر اجازت نہ دے، اگر اجازت دی اور عورت گئی تو مرد و عورت دونوں گنہگار ہوں گے (خلاصۃ الفتاوی ج ۲ کتاب النکاح الفصل الخامس عشر فی الحظر والاباحۃ الجنس الخامس فی الخروج المرأۃ من البیت ص ۵۳ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ) [7] علیحدہ حکم بیان کرنا [8] معتبر، قابلِ قبول

 اقول و باللّٰہ التوفیق و بہ الوصول الی ذری التحقیق [1]

محض زیارت قبر اور زیارت قبور کیلئے عورتوں کے نکلنے میں فرق

ان تمام مباحث جلیلہ [2] سے بحمداللہ تعالیٰ ایک جلیل ودقیق توفیق انیق [3] ظاہر ہوئی عامہ مجوزین [4] [5] 'نفس زیارتِ قبر [6]' لکھتے ہیں کہ اس کی اجازت عورتوں کو بھی ہوئی، زیارت قبور کیلئے 'خروجِ نساء' نہیں کہتے۔ عام کتب میں اسی قدر ہے اور مانعین [7] زیارتِ قبر کیلئے عورتوں کے 'جانے' کو منع فرماتے ہیں، ولہذا الخروج الی المسجد [8] کی ممانعت سے سند لاتے ہیں اور ان کے خروج میں خوفِ فتنہ سے استدلال فرماتے ہیں [8]، تمام نصوص کہ ہم نے ذکر کیے، اسی طرف جاتے ہیں، تو اگر قبر گھر میں ہو یا عورت مثلاً حج یا کسی سفر جائز کو گئی، راہ میں کوئی قبر ملی اس کی زیارت کر لی بشرطیکہ جزع وفزع وتجدید حزن وبکا ونوحہ وافراط وتفریط ادب وغیرہا منکراتِ شرعیہ سے خالی ہو۔

کشف بزدوی میں جن روایات سے صحتِ رخصت پر استناد فرمایا، اُن کا مفاد [9] اسی قدر ہے۔

حیث قال والاصح ان الرخصۃ ثابتۃ للرجال والنساء جمیعا فقد روی ان عائشۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا کانت تزور قبر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فی کل وقت وانہا لما خرجت حاجۃ زارت قبر اخیہا عبدالرحمٰن [10]

---

[1] میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے اور اسی کی مدد سے تحقیق کی بلندیوں تک رسائی ہے [2] یہی وہ تطبیق ہے جس کا اشارہ پچھلے حاشیہ میں گزرا۔ حاصل یہ ہے کہ علمائے کرام کی عبارتوں میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ جائز کہنے والے علماء نے یہ لکھا ہے کہ عورت کے لئے 'زیارت قبر' جائز ہے اور ناجائز کہنے والوں نے یہ فرمایا کہ زیارتِ قبر کیلئے عورتوں کا 'جانا' منع ہے۔ جو جائز کہنے والے ہیں وہ 'زیارت قبر' کو جائز کہتے ہیں اس مقصد سے 'جانے اور باہر نکلنے' کو نہیں اور جو ناجائز کہتے ہیں وہ زیارتِ قبر کیلئے 'جانے اور باہر نکلنے' کو ناجائز کہتے ہیں۔ خاص زیارتِ قبر کو نہیں تو اگر ایسی صورت ہو کہ اس مقصد سے نکلنا نہ پایا جائے اور زیارتِ قبر کر لیں تو منع کرنے والے بھی اسے جائز رکھیں گے۔ مثلاً (i) قبر گھر میں ہے (ii) عورت سفرِ حج (iii) یا کسی سفرِ جائز کو جارہی ہے۔ راہ میں قبر ہے۔ اس نے زیارت کر لی تو اس قدر جائز ہی ہوگا۔ بشرطیکہ ایسا کوئی معاملہ نہ پایا جائے تو شرعاً جائز نہیں مثلاً رونا دھونا، بے صبری، گھبراہٹ پریشانی ظاہر کرنا، قبر کی بے ادبی یا حدِ شرع سے زیادہ تعظیم کرنا وغیرہ۔ لیکن چونکہ یہ ساری رعایتیں عموماً عورتوں سے ہو نہیں پاتیں اس لئے فاضل بریلوی آگے فرماتے ہیں کہ زیادہ خیریت اسی میں ہے کہ انہیں اس سے بھی روکا جائے (عام اجازت نہ دی جائے) اور ایک مستحب کی لالچ میں بہت سی ممنوعات کا خطرہ مول نہ لیا جائے [3] بڑی اور مشکل باریک توفیق [4] عام جائز کہنے والے [5] اصل، قبر کی زیارت [6] منع کرنے والے [7] اور اس لئے مسجد کی طرف نکلنے [8] 'فتنہ کے خوف' سے دلیل پکڑتے ہیں [9] جن روایات سے اجازت پر دلیل پکڑی گئی ان کا فائدہ [10] انہوں نے یوں فرمایا اور صحیح تر یہ ہے کہ رخصت مرد وعورت دونوں کیلئے ثابت ہے، کیونکہ مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت تو ہر وقت کرتیں اور جب سفرِ حج کو نکلتیں تو راہ میں اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر کی زیارت کر لیتیں (کشف الاسرار عن اصول البزدوی ج۳ باب تقسیم الناسخ ص۲۷۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

عورتوں کا زیارت قبور کیلئے جانا مکروہ تحریمی ہے

بحرالرائق وعالمگیری وجامع الرموز ومختار الفتوی وکشف الغطاء وسراجیہ ودُرِّ مختار وفتح المنان کی عبارتیں جن سے تصحیح المسائل میں استناد کیا، ہمارے خلاف نہیں، ہاں مائۃ مسائل پر رد ہیں، جس میں مطلق کہا تھا ' زنان راز یارتِ قبور بقولِ اصح مکروہ تحریمی است ' [1] لا جرم [2] وہی درمختار میں تھا۔

لا باس بزیارۃ القبور للنساء [3] اسی میں ہے ویکرہ خروجھن تحریما [4]

جنازے میں شرکت کی ممانعت

وہی بحرالرائق جس میں تھا۔ الاصح ان الرخصۃ ثابتۃ لھما [5] اسی میں ہے لا ینبغی للنساء ان یخرجن فی الجنازۃ لان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نھا ھن عن ذلک وقال انصرفن مأ زورات غیر ماجورات [6]

اتباع جنازہ [7] کہ فرض کفایہ [8] ہے جب اس کیلئے ان کا خروج ناجائز ہوا تو زیارتِ قبور کہ صرف مستحب ہے اس کیلئے کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ پھر نفسِ زیارتِ قبور جس کیلئے عورت کا خروج نہ ہو، اس کا جواز بھی عند التحقیق فی نفسہٖ ہے کہ جن شروطِ مذکورہ سے مشروط ان کا اجتماع نظر بعادتِ زناں نادر ہے اور نادر حکم نہیں ہوتا تو سبیلِ اسلم اس سے بھی روکنا ہے۔ [9]

---

[1] عورتوں کیلئے قبور کی زیارت صحیح تر قول کے مطابق مکروہ تحریمی (حرام کے قریب) ہے [2] یقیناً [3] عورتوں کیلئے ' زیارتِ قبور ' میں حرج نہیں (الدر المختار ج ۳ کتاب الصلوۃ باب صلاۃ الجنازۃ فی شرح و یخرج ولدھا ص ۱۷۷ دارالمعرفۃ بیروت) [4] عورتوں کا نکلنا مکروہ تحریمی ہے (الدر المختار ج ۳ کتاب الصلوۃ باب صلاۃ الجنازۃ فی شرح و یخرج ولدھا ص ۱۷۷ دارالمعرفۃ بیروت) [5] صحیح تر یہ ہے کہ رخصتِ زیارت مرد وعورت دونوں کیلئے ثابت ہے (البحر الرائق ج ۲ کتاب الجنائز فصل السلطان احق بصلوتہ ص ۳۴۲ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ پاکستان) [6] عورتوں کو جنازے میں ' نکلنا ' نہ چاہئے، کیونکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اس سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ گنہگار بے ثواب پلٹتی ہیں (البحر الرائق ج ۲ کتاب الجنائز فصل السلطان احق بصلوتہ ص ۳۴۷ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ پاکستان) [7] جنازہ کے ساتھ چلنا [8] شریعت کا وہ حکم کہ اگر کسی ایک نے ادا کرلیا تو سب کی طرف سے ہوگیا اور اگر کسی نے ادا نہ کیا تو سب گنہگار ہوں گے [9] اصل مسئلہ قبر کی زیارت کیلئے عورت کا نکلنا نہ ہو، اس کا جائز ہونا اس کے اصل مسئلہ میں تحقیق کی رو سے جو ذکر کی گئی شرائط کے ساتھ مشروط کی گئیں ہیں ان کا جمع کرنا عورتوں کی عادت کے مطابق کم یاب ہے اور کم یاب پر حکم نہیں ہوتا تو ماننے کی راہ یہ ہے کہ اس (زیارتِ قبر) سے بھی روکنا چاہئے۔

زیارت قبر سے منع کرنے اور نہ منع کرنے میں تطبیق اور اس پر اعلیٰ حضرت کا حاشیہ

ردالمحتار و منحۃ الخالق میں ہے

ان کان ذلک لتجدید الحزن و البکاء و الندب علی ما جرت بہ عادتھن فلا تجوز، و علیہ حمل حدیث لعن اللّٰہ زائرات القبور و ان کان للاعتبار الترحم من غیر بکاء و التبرک بزیارۃ قبور الصالحین فلا بأس اذا کن عجائز و یکرہ اذا کنّ شوابّ کحضور الجماعۃ فی المسجد اھ زاد فی ردالمختار و ھو توفیق حسن اھ ¹ وکتبت علیہ اقول قد علم ان الفتوی علی المنع مطلقا ولو عجوزا و لو لیلا فکذلک فی زیارۃ القبور بل اَولیٰ ²

﴿۱۵﴾ آپ نے ایک صورت شیخ فانی ³ مرتعش سے پردے کے اندر توجہ لینے کی ذکر کی ہے اس میں کیا حرج ہے۔ جب کہ خارج سے کوئی فتنہ ہونا سے یہاں سے علاقہ ⁴

---

¹ اگر یہ غم تازہ کرنے، رونے اور بَین کرنے کیلئے ہو جیسا کہ عورتوں کی عادت ہے تو ناجائز ہے، اسی پر محمول ہوگی یہ حدیث کہ "اللہ نے زیارتِ قبر کرنے والیوں پر لعنت کی" اور اگر عبرت حاصل کرنے، روئے بغیر رحم کھانے اور قبورِ صالحین سے برکت حاصل کرنے کیلئے ہو تو جماعت مسجد میں حاضری کی طرح بوڑھیوں کے لئے حرج نہیں اور جوانوں کیلئے مکروہ ہے۔ ردّالمحتار میں اضافہ ہے کہ یہ عمدہ تطبیق ہے (الرد المحتار ج ۳ کتاب الصلوۃ باب صلاۃ الجنازۃ مطلب فی زیارۃ القبور ص ۱۷۸ دارالمعرفۃ بیروت) ² اس پر میں (امام احمد رضا) نے حاشیہ لکھا کہ میں کہتا ہوں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ فتویٰ اس پر ہے کہ جماعتِ مسجد کی حاضری عورتوں کیلئے مطلقاً منع ہے اگرچہ عورت بوڑھی ہو، اگرچہ رات کو نکلے تو یوں ہی زیارتِ قبور کو نکلنے میں بھی عورتوں کیلئے ممانعت ہوگی۔ بلکہ یہاں زیادہ ہوگی ³ شیخ فانی، فنا کے قریب پہنچا ہوا بوڑھا، مرتعش، جس کو رعشہ اور برابر کپکپی کا مرض ہو ⁴ تعلق ۵

اللہ کی طرف سے بلانے والا صرف مَرد ہی ہوسکتا ہے

﴿۱٦﴾ مگر جو عورت کا خلیفہ ہونا لکھا۔ صحیح نہیں، ائمہ باطن کا اجماع [۱] ہے، کہ عورت دَاعی اِلَی اللہ [۲] نہیں ہوسکتی، ہاں تدابیر ارشاد کردۂ مرشد بتانے میں سفیرِ محض [۳] ہو تو حرج نہیں۔ امام شعرانی میزانُ الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں۔

قد اجمع اهل الكشف على اشتراط الذكورة فى كل داع الى اللّٰه ولم يبلغنا ان احدا من نساء السلف الصالح تصدرت لتربية المريدين ابدا لنقص للنساء فى الدرجة وان ورد الكمال فى بعضهن كمريم بنت عمران واسية امرأة فرعون فذٰلك كمال بالنسبة للتقوىٰ والدين لا بالنسبة للحكم بين الناس وتسليكهم فى مقامات والولاية وغاية امر المرأة ان تكون عابدة زاهدة كرابعة العدوية رضى اللّٰه تعالىٰ عنها [۴] واللّٰه سبحانه وتعالىٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحكم [۵]

---

[۱] اتفاق [۲] داعی الی اللہ، اللہ کی طرف دعوت دینے والی، ظاہر ہے کہ اہل باطن اپنی اصطلاح میں داعی اِلَی اللہ اس کو نہیں کہتے، جس نے کسی کو نماز وروزہ یا اسلام وایمان کی تلقین کردی۔ یہ تو ہماری اصطلاح میں داعی و مبلّغ کہا جائے گا۔ مگر اہل باطن داعی اِلی اللہ اسے کہیں گے جو اپنی ہدایت وارشاد، تربیت وتعلیم اور باطن کی صفائی کے ذریعہ خدا تک پہنچنے کی دعوت دینے والا اور خدا تک پہنچانے والا ہو جیسا کہ امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کی عبارت سے ظاہر ہے۔ یقیناً ان کے نزدیک یہ عورت کا منصب نہیں، ہاں عورت کا منصب اتنا ضرور ہے کہ اپنی اولاد، محارم (جس سے پردہ نہیں اور یہ وہ ہیں جن سے ہمیشہ کیلئے نکاح حرام ہے) شوہر یا صرف عورتوں کو نیک باتوں کا حکم کرے۔ برائیوں سے روکے، البتہ نامحرموں اور عام مجمعوں سے خطاب کرنا اس کی حدود سے باہر ہے [۳] محض مرشد کی ارشاد کردہ تدبیروں کو پہنچانے والی [۴] اہل باطن کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ ہر داعی الی اللہ کیلئے مرد ہونا شرط ہے اور ہمیں ایسی کوئی روایت نہیں ملی کہ سلفِ صالحین کی مستورات میں سے کوئی خاتون مریدوں کی تربیت کیلئے کبھی گدی نشین ہوئی ہوں۔ کیونکہ عورتیں درجہ میں کم ہیں اور بعض خواتین مثلاً حضرت مریم بنت عمران اور آسیہ زوجۂ فرعون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں جو کامل ہونے کا ذکر آیا ہے، تو یہ کامل ہونا تقویٰ اور دینداری کے لحاظ سے ہے۔ لوگوں کے درمیان حاکم ہونے اور انہیں مقامات ولایت طے کرانے کے لحاظ سے نہیں ہے عورت کی انتہائی درجہ کی شان بس یہ ہے کہ عابدہ، زاہدہ ہو، جیسے رابعہ عدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (المیزان الکبریٰ ج ۲ کتاب الاقضیہ ص ۱۸۹ مطبوعہ دارالفکر بیروت) [۵] بلند ہے، زیادہ جانتا ہے اور اس کا علم، اس کی بزرگی عظیم، زیادہ مکمل اور محکم ہے۔

مآخذ الکتاب

کتاب کا نام	مصنّف/ شارح	مطبوعہ	صفحہ
فتح القدیر	علامہ کمال الدین ابن ہمام علیہ الرحمۃ	مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ	۲۷،۴۳
خلاصۃ الفتاوی	الشیخ والامام طاہر بن عبد الرشید البخاری علیہ الرحمۃ	مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ	۴۶
کشف الاسرار	علاؤ الدین عبد العزیز احمد البخاری علیہ الرحمۃ	دارلکتاب العربی بیروت	۴۸
المیزان الکبریٰ	امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ	دار الفکر بیروت	۵۱
اشعۃ اللمعات	شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ	مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ	۱۲
الاشباہ والنظائر	علامہ زین الدین بن ابراہیم بن محمد الشہیر ابن نجیم	دار الکتاب العربی بیروت، لبنان	۲۵
صحیح مسلم	امام مسلم بن الحجاج القشیری علیہ الرحمۃ	دار ابن حزم بیروت	۱۱،۱۶،۲۰،۲۲
عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری	علامہ بدر الدین العینی علیہ الرحمۃ	دار الحدیث بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	۱۳،۲۲،۲۹،۳۰،۳۳،۳۶، ۳۷،۴۴،۴۵
شرح مسلم للنووی	امام یحییٰ بن شرف النووی علیہ الرحمۃ	نور محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی	۱۲
بخاری شریف	ابوابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم البخاری	دار طوق النجاۃ بیروت	۱۹،۲۰،۲۱،۲۲
سنن ابوداؤد	امام سلیمان بن الاشعث ابی داؤد السجستانی علیہ الرحمۃ	دار الاحیاء التراث العربی بیروت	۲۲
الدر المختار	علامہ محمد علاء الدین الحصکفی علیہ الرحمۃ	ایچ، ایم سعید کمپنی کراچی	۲۰،۲۸،۳۲،۳۳،۴۵،۴۸
ملتقی شرح ملتقی	علامہ محمد علاء الدین الحصکفی علیہ الرحمۃ	دار الاحیاء التراث العربی بیروت	۲۸
الاصابہ	امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی علیہ الرحمۃ	دار الکتب العلمیہ (بیروت)	۴۴
ھدایہ	برہان الدین بن ابی الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کراچی	۳۵،۴۲
شرح اللباب	ملا علی قاری علیہ الرحمۃ	دار الکتاب العربی بیروت	۲۹
غنیۃ المستملی	علامہ محمد ابراہیم بن محمد الحلبی علیہ الرحمۃ	سہیل اکیڈمی لاہور	۳۰،۳۹،۴۰
بحر الرائق	علامہ زین الدین ابن نجیم علیہ الرحمۃ	مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ	۴۹
العنایہ علی فتح القدیر	الامام اکمل الدین بن محمد بن محمود علیہ الرحمۃ	مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ	۲۳
شعب الایمان	ابوبکر احمد بن حسین البیہقی علیہ الرحمۃ	دار الکتب العلمیہ بیروت	۲۲